میں توبہ تو کرنا چاہتا ہوں لیکن ؟

محمد بن صالح المنجد

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالسلي
ص.ب. ١٤١٩ الرياض ١١٤٣١ هاتف ٢٤١٤٤٨٨ ـ ٢٤١٠٦١٥ ناسوخ ٢٤١١٧٢٢
أردو ٠٢٠١٠٤

میں توبہ تو کرنا چاہتا ہوں لیکن؟

محمد صالح المنجد

الناشر
مكتبة دار السلام
فرع شارع الأمير عبدالعزيز بن جلوي
(الضباب سابقاً) الرياض
تلفون ٤٠٣٣٩٦٢ فاكس ٤٠٢١٦٥٩

*

حقوق الطبع محفوظة

الطبعة الأولى
١٤١٣هـ

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱.	عرض ناشر	۴
۲.	مقدمہ گناہوں کو معمولی سمجھنے کا خطرہ	۶
۳.	توبہ کی شرائط اور اسے مکمل کرنے والے امور	۱۱
۴.	توبہ عظیمہ	۲۰
۵.	توبہ اپنے سے پہلے گناہ کو مٹا دیتی ہے.	۲۳
۶.	کیا اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے گا	۲۶
۷.	جب میں گناہ کر بیٹھوں تو کیا کروں	۳۶
۸.	برے لوگ مجھ پر حملہ آور ہوتے ہیں	۴۱
۹.	وہ مجھے دھمکیاں دیتے ہیں	۴۵
۱۰.	میرے گناہوں نے میری زندگی اجیرن کر رکھی ہے.	۵۱
۱۱.	کیا اعتراف ضروری ہے	۵۲
۱۲	توبہ کرنے والوں کے لئے چند اہم فتوے	۵۷
۱۳	خاتمہ	۸۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

محترم قارئین کرام، مکتبہ دارالسلام کی طرف سے "میں تو توبہ کرنا چاہتا ہوں لیکن" نامی کتاب آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ توبہ کا موضوع انتہائی اہم اور ضروری ہے۔ ابن آدم گناہوں کا پتلا ہے۔ اس سے ہر وقت چھوٹے بڑے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑے رحیم و غفور ہیں۔ اپنے بندوں پر شفقت فرمانے والے ہیں۔ قرآن و حدیث میں جابجا توبہ کرنے کے بارے میں ترغیب دی گئی ہے۔ السان سے غلطی ہو تو اس کو فوراً اپنے رب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ توبہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ "توبوا الی اللّٰہ ایھا المومنون لعلکم تفلحون" اے مومنو! اللہ سے توبہ و استغفار کرو تاکہ تم فلاح پاسکو۔ باوجود اس بات کے کہ اللہ کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں، کائنات کے امام ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد انہی کا کائنات میں درجہ ہے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد گرامی ہے کہ اے لوگو! توبہ کیا کرو کہ میں خود دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ اس کتاب میں توبہ کے حوالہ سے تقریباً ساری گفتگو آگئی ہے۔ یہ کتاب اصل میں عربی زبان میں شائع ہوئی تھی۔ اور اس کے بلاشبہ ایک لاکھ سے اوپر نسخے فروخت ہوئے۔ ہم اس کتاب کو شائع کرنے میں شرف و عزت سمجھتے ہیں

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے موٴلف، مترجم، ناشر اور تمام وہ لوگ جنہوں نے اس کتاب کو شائع کرنے میں تعاون کیا ہے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خادم کتاب و سنت

عبدالمالک مجاہد

مدیر مسئول

مکتبہ دارالسلام

مقدمہ

گناہوں کو حقیر سمجھنے کا خطرہ

اللہ مجھ پر اور آپ پر رحم فرمائے، آپ کو علم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو لازمی طور پر اخلاص کے ساتھ توبہ کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کرو.

اور توبہ کے لئے ہمیں مہلت بھی عطا فرمائی. ایک تو وہ ہے جو کراماً کاتبین کے عمل لکھنے سے پہلے ملتی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

(إن صاحب الشمال ليرفع القلم ست ساعات عن العبد المسلم المخطيء فإن ندم واستغفر الله منها ألقاها، وإلا كتبت واحدة)

بائیں طرف والا فرشتہ خطا کرنے والے مسلمان بندے سے چھ گھڑیاں قلم اٹھائے رکھتا ہے پھر اگر وہ نادم ہو اور اللہ سے معافی مانگ لے تو نہیں لکھتا ورنہ ایک برائی لکھی جاتی ہے.

اور دوسری مہلت اس کتابت سے بعد سے لے کر موت تک ہے.
مصیبت تو یہ ہے کہ آج کل بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہیں رکھتے. وہ دن رات کئی قسم کے گناہ کرتے ہیں پھر ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو گناہوں کو معمولی سمجھتے ہیں آپ دیکھیں گے کہ کئی لوگ صغیرہ گناہوں کو اپنے دل میں حقیر جانتے ہیں مثلاً کوئی ان میں سے کہہ دے گا : آخر ایک اجنبی عورت کو دیکھنے یا اس سے مصافحہ کرنے کا کیا نقصان ہے؟

یہ لوگ ان نا محرم عورتوں کو رسالوں اور سلسلہ وار مضامین میں نظریں بچا کر دیکھتے ہیں حتی کہ جب انہیں یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ بات حرام ہے تو ان میں کوئی بڑے آرام سے یہ پوچھتا ہے کہ اس میں کتنی برائی ہے؟ آیا یہ کبیرہ گناہ ہے یا صغیرہ؟ آپ جب امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح میں مذکور مندرجہ ذیل دو آثار دیکھ کر اس بات سے مقابلہ کریں گے تو آپ کو حقیقت معلوم ہوجائے گی:-

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

(عن أنس (رضي الله عنه) قال (إنكم لتعملون أعمالا هي أدق في أعينكم من الشعر، كنا نعدها على عهد رسول الله صلي الله عليه وسلم من الموبقات).(والموبقات هي المهلكات)

تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے چھوٹے ہیں جبکہ ہم انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہلاک کردینے والے شمار کرتے تھے (موبقات کا معنی ہلاک کرنے والے کام ہے)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

(عن ابن مسعود (رضي الله عنه) قال (إن المؤمن يرى ذنوبه كأنه قاعد تحت جبل يخاف أن يقع عليه. و إن الفاجر يرى ذنوبه كذباب مر على أنفه فقال به هكذا - أي بيده - فذبه عنه)

مومن اپنے گناہوں کو یوں دیکھتا ہے جیسے وہ ایک پہاڑ کے دامن میں بیٹھا ہو اور ڈرتا ہو کہ اس پر گر نہ پڑے اور فاجر اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے کہ ایک مکھی ہے جو اس کے ناک پر بیٹھ گئی. پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کے اشارے سے بتایا کہ وہ اس طرح کرکے اس مکھی کو ناک سے اڑادیتا ہے.

کیا ایسے لوگ اب بھی معاملہ کی اہمیت کا اندازہ نہیں کرسکتے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث پڑھتے ہیں :-

(إياكم و محقرات الذنوب، فإنما مثل محقرات الذنوب كمثل قوم نزلوا بطن واد، فجاء ذا بعود، و جاء ذا بعود، حتي حملوا ما أنضجو به خبزهم، وإن محقرات الذنوب

متى يؤخذ صاحبها تهلكه). و في رواية)اياكم و محقرات الذنوب فإنهن يجتمعن على الرجل حتى يهلكنه)

گناہوں کو حقیر سمجھنے والی باتوں سے بچو. گناہوں کو حقیر سمجھنے والوں کی مثال ان لوگوں کی ہے جو ایک وادی کے دامن میں اترے. ایک آدمی ایک لکڑی اٹھا لایا اور دوسرا بھی لکڑی اٹھا لایا حتی کہ اتنی لکڑیاں ہوگئیں جن سے انہوں نے اپنی روٹیاں پکائیں اور گناہوں کو حقیر سمجھنے والی باتیں کبھی اپنے کرنے والے ہی کو پکڑ لیتی ہیں تو اسے ہلاک کر دیتی ہیں.

ایک اور روایت میں ہے:-

گناہوں کو حقیر سمجھنے والی باتوں سے بچو. کیونکہ یہ باتیں کبھی اس آدمی پر آ اکٹھی ہوتی ہیں تا آنکہ اسے ہلاک کر ڈالتی ہیں.

اور اہل علم بتلاتے ہیں کہ :

صغیرہ گناہوں کے ساتھ کبھی حیاء کی قلت، بے پروائی، اللہ تعالیٰ سے نڈر ہونا اور اس گناہ کو حقیر سمجھنا بھی شامل ہوجاتے ہیں اور یہ سب باتیں اسے کبیرہ گناہوں سے جا ملاتی ہیں. بلکہ اسے کبیرہ ہی بنادیتی ہیں اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ جب صغیرہ گناہ بار بار کیا جائے تو وہ صغیرہ نہیں رہتا اور اگر کبیرہ گناہ پر استغفار کی جائے تو وہ کبیرہ نہیں رہتا.

اور جس شخص کا یہ حال ہو اسے ہم کہتے ہیں کہ : گناہ کے چھوٹا ہونے کی طرف نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ تم نافرمانی کس کی کررہے ہو.

ان باتوں سے سچے لوگ ان شاء اللہ فائدہ اٹھائیں گے جو اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کا احساس کرتے ہیں. وہ نہ تو اپنی گمراہی سے بے پرواہ ہیں اور نہ ہی اپنی باطل باتوں پر اصرار کرتے ہیں.

یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس قول پر ایمان رکھتے ہیں:-

نَبِّئْ عِبَادِيٓ أَنِّيٓ أَنَا ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٤٩﴾

میرے بندوں کو خبر دیجئے کہ بلاشبہ میں بخشنے والا مہربان ہوں.

جیسے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول پر بھی ایمان رکھتے ہیں:-

وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ ٱلْعَذَابُ ٱلْأَلِيمُ ﴿٥٠﴾

اور جو میرا عذاب ہے وہ دکھ پہنچانے والا عذاب ہے.

توبہ کی شرائط اور اسے مکمل کرنے والی چیزیں

توبہ کا کلمہ بڑا عظیم کلمہ ہے جس کے مدلولات بہت گہرے ہیں. ایسے نہیں جیسے اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ زبان سے توبہ کا لفظ کہہ دیا اور گناہ بھی کرتے رہے. ذرا اللہ تعالیٰ کے اس قول پر غور فرمائیے:-

وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ

اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش طلب کرو پھر اس کے حضور توبہ بھی کرو.

تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ توبہ، استغفار کے علاوہ کوئی زائد امر ہے. اور چونکہ یہ امر عظیم ہے لہٰذا اس کی کچھ شرائط بھی ہیں علماء نے توبہ کی ان شرائط کو آیات و احادیث ہی سے اخذ کرکے ذکر کیا ہے. جن میں چند ایک یہ ہیں:-

(۱) اس گناہ کو فوراً اور کلیتہً ترک کیا جائے.

(۲) گزشتہ گناہ پر نادم ہو

(۳) آئندہ وہ کام نہ کرنے کا پختہ عہد کرے

(۴) جن پر اس نے ظلم کیا ہے ان کے حقوق واپس کرے یا ان سے معافی مانگ لے، یا معذرت کرلے.

بعض علماء نے سچی توبہ کی شرائط میں بعض دوسری تفصیلات بھی بیان کی ہیں جنہیں ہم بعض مثالون سے یہاں درج کررہے ہیں:-

اول : گناہ کو صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ترک کیا جائے اس کا کوئی اور سبب نہ ہو جیسے اس کام کے کرنے یا اسے دوبارہ کرنے کی قدرت ہی نہ رکھتا ہو یا مثلاً لوگوں کی باتوں سے ڈرتا ہو .

ہم اس شخص کو تائب نہیں کہہ سکتے جو گناہ اس لئے چھوڑے کہ وہ اس کے مرتبہ یا لوگوں کے درمیان اس کی شہرت پر اثر انداز ہوتے ہیں یا بعض دفعہ اسے اپنا شغل ہی چھوڑنا پڑے.

ہم اسے بھی تائب نہیں کہہ سکتے جو اپنی صحت اور قوت کی حفاظت کے لئے گناہ چھوڑے. جیسے کوئی شخص خبیث متعدی امراض سے ڈر کر زنا اور فحاشی چھوڑ دے یا اس لئے ان کاموں سے اس کا جسم اور قوت حافظہ کمزور ہوجائیں گے.

ہم اسے بھی تائب نہیں کہہ سکتے جس نے چوری اس لئے چھوڑی کہ اسے گھر میں داخل ہونے کا کوئی راہ ہی نہ ملا ہو یا وہ خزانہ کو کھولنے پر قادر نہ ہوسکا ہو. یا چوکیدار یا سپاہی سے ڈر گیا ہو.

نہ ہی ہم اسے تائب کہہ سکتے ہیں جس نے رشوت اس لئے نہ لی ہو کہ اسے خطرہ لاحق ہوگیا ہو کہ اسے محکمہ انسداد رشوت ستانی کے حوالہ کردیا جائے گا.

اور وہ بھی تائب نہیں کہلاسکتا جس نے شراب اور نشہ آور چیزوں کو اس لئے چھوڑا کہ وہ اپنے افلاس کی وجہ سے لے ہی نہ سکتا تھا۔

اسی طرح اس شخص کو بھی تائب نہیں کہا جاسکتا جو اپنے ارادہ سے کسی خارجی امر کی وجہ سے نافرمانی کا کام کرنے سے عاجز ہوجائے۔ جیسے جھوٹ بولنے والا جس کا کوئی عضو شل ہوجائے اور بول ہی نہ سکے۔ یا ایسا زانی جس کو جماع کرنے کی طاقت ہی نہ رہی ہو۔ یا چور جسے کوئی حادثہ پیش آیا ہو جس نے اس کے پہلوؤں کو ختم کردیا ہو۔

بلکہ توبہ کرنے والے کے لئے ندامت اور نافرمانی کی خواہش کو کلیتہً ترک کرنا اور گزشتہ کاموں پر افسوس ہونا بھی ضروری ہے ایسے شخص کے لئے اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

(الندم توبۃ) ندامت ہی توبہ ہے

اور اللہ تعالیٰ نے ایسے عاجز کو جو زبان سے وہ کام کرنے کی آرزو رکھتا ہو۔ اسے فاعل کے مقام پر رکھا ہے۔ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے۔

دنیا میں چار قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ مال بھی دے اور علم بھی، وہ ان میں اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حق جانتا ہے۔ یہ آدمی سب سے اعلیٰ مرتبہ پر ہے دوسرے وہ بندے جسے اللہ نے علم تو دیا ہے لیکن مال نہیں دیا وہ

نیت کا سچا ہے اور کہتا ہے : اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں آدمی جیسے کام کرتا. اسے اس کی نیت کے موافق اجر ملے گا. اور یہ دونوں اجر میں برابر ہیں. تیسرا وہ ہے جسے اللہ نے مال تو دیا ہے لیکن علم نہیں دیا. وہ بغیر علم کے سوچے سمجھے بغیر اپنے مال میں تصرف کرتا ہے نہ اس میں اللہ سے ڈرتا ہے نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اس میں اللہ کا حق جانتا ہے. یہ شخص سب سے برے مرتبہ پر ہے. اور چوتھا وہ جسے اللہ نے نہ مال دیا ہو اور نہ علم، وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں آدمی جیسے کام کرتا. ایسے شخص سے اس کی نیت کے مطابق سلوک ہوگا. اور گناہ کے بوجھ میں دونوں برابر ہیں.

الثانی : توبہ کرنے والا اس گناہ کی قباحت اور نقصان کو ٹھیک طرح سے سمجھ جائے. یعنی صحیح توبہ وہ ہوتی ہے جب گزشتہ گناہوں کو یاد کرتے وقت ان کے ساتھ لذت و سرور کے شعور کا امکان نہ رہے. یا یہ کہ وہ مستقبل میں اس کام کو دوبارہ کرنے کی خواہش نہ کرے.

ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی دو کتابوں الداء والدوا اور الفوائد میں گناہوں کے کئی نقصانات بتلائے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں :-
علم سے محرومی، دل میں وحشت، کاموں کا گرانبار ہونا، بدن کا کمزور پڑنا، اطاعت سے محروم رہنا، برکت کا اٹھ جانا، توفیق کی کمی، سینہ

میں گھٹن، برائیوں کا پیدا ہونا، گناہوں کا عادی ہونا، گناہ کرنے والے کا اللہ کے ہاں بھی اور لوگوں کے ہاں بھی عزت گر جانا، اس پر چوپایوں کی لعنت، ذلت کا لباس، دل پر مہر لگ جانا، لعنت کے تحت داخل ہونا، دعا کا قبول نہ ہونا، بحر وبر میں فساد ہونا، غیرت کا ختم ہونا، شرم کا اٹھ جانا، نعمتوں کا زوال، کراہت کا نزول، نافرمان کے دل میں رعب بیٹھ جانا، شیطان کی قید میں جاپڑنا، برا انجام اور آخرت کا عذاب.

اگر کسی کو گناہوں کے ان نقصانات کی ایسی معرفت حاصل ہوجائے تو وہ اسے کلیتہً گناہوں سے دور رکھے گی.

پھر کچھ لوگ ایسے ہیں جو ایک نافرمانی کا کام چھوڑتے ہیں. تو کسی دوسری نافرمانی میں جا پڑتے ہیں جس کے اسباب میں سے چند یہ ہیں:-

۱. وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اس کا گناہ ہلکا ہے.

۲. اس دوسرے گناہ کی طرف نفس کا جھکاؤ ہوتا ہے اور اس کی خواہش قوی تر ہوتی ہے،

۳. اس برائی کے لئے احوال و ظروف دوسری برائیوں کی نسبت زیادہ میسر ہوتے ہیں. بخلاف اس نافرمانی کے جس کے لئے کسی سامان اور تیاری کی ضرورت ہو اور ایسے اسباب بقدر ضرورت موجود نہیں ہوتے.

۴. اس کے دوست اور ساتھی اس معصیت پر قائم و دائم ہوتے ہیں

جنہیں چھوڑنا اسے دشوار ہوجاتا ہے.

۵ کبھی یوں ہوتا ہے کہ وہ معین معصیت اس کے ساتھیوں میں اس عاصی کا ایک خاص مرتبہ اور مقام بنادیتی ہے اور مرتبہ کا باقی نہ رہنا اس پر گرانبار ہوتا ہے. لہٰذا وہ یہ معصیت کا کام کئے جاتا ہے. جیسے بعض شروفساد پر مبنی جماعتوں کے رئیسوں کی یہی صورت ہوتی ہے. اور یہی بات فحش گو شاعر ابونواس کی تھی جب واعظ شاعر ابوالعتاہیہ نے اسے نصیحت کی اور معاصی کی حمایت کرنے سے دین کی بے حرمتی پر اسے ملامت کی تو ابونواس نے یہ شعر پڑھے.

اے ابوالعتاہیہ کیا تو مجھے یہ سمجھتا ہے کہ میں اس لہو ولعب کو چھوڑ دوں گا.

کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ مجھے جو مرتبہ ان لوگوں میں حاصل ہے، میں درویشی اختیار کرکے اسے بگاڑدوں گا.

الثالث : توبہ کرنے والا جلد از جلد توبہ کی طرف متوجہ ہو، کیونکہ توبہ کرنے میں تاخیر بذات خود ایک الگ گناہ ہے جس کے لئے توبہ کی ضرورت ہے.

الرابع : توبہ کرنے والے کو چاہیے کہ اپنی توبہ میں نقص سے ڈرتا رہے. یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ توبہ یقیناً قبول ہوجائے گی اور اپنی ذات پر اعتماد کربیٹھے اور اللہ کی تدبیر سے نڈر ہوجائے.

الخامس : اگر ممکن ہو تو جو اللہ کا حق فوت ہوچکا ہے اسے پورا کرے. جیسے ماضی میں اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی ہو. اور اس لئے بھی کہ اس میں فقیر کا بھی اسی طرح حق ہے.

السادس : نافرمانی والی جگہ کو چھوڑ دے، اگر اسے یہ خطرہ ہو تو اس کا وہاں موجود رہنا اسے دوبارہ نافرمانی میں مبتلا کردے گا.

السابع : جو شخص معصیت میں اس کی اعانت کرتا ہے، اسے بھی چھوڑ دے (یہ اور اس سے پہلی شق اس حدیث کے فوائد ہیں جس میں کسی کے سو آدمیوں کو قتل کرنے کا ذکر ہے اور یہ حدیث عنقریب آگے آرہی ہے).

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :- اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ﴿۶۷﴾
اس دن سب دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے ماسوائے ان کے جو پرہیز گار ہیں.

اور قیامت کے دن برے ہم نشین ایک دوسرے کو لعنت کریں گے. لہذا اے تائب! اگر تو انہیں دعوت دینے سے عاجز ہے تو تیرے لئے ان سے جدا ہونا، انہیں پرے پھینکنا، ان سے بائیکاٹ اور ان سے بچنا ضروری ہے اور دیکھنا کہیں شیطان تم پر جراءت نہ کر بیٹھے کہ وہ لوگ تجھے دعوت دیں تو شیطان تیرے ان کی طرف لوٹنے کے کام کو تجھے مزین کر دکھلائے اور تو یہ سمجھنے لگے کہ میں تو کمزور ہوں

جو ان کے مقابلے پر ٹھہر نہیں سکتا.
اور ایسے واقعات بکثرت پیش آچکے ہیں کہ ماضی کے دوستوں سے تعلقات کی بناء پر کئی لوگ پھر سے اسی معصیت میں جاپڑے.

الثامن : اس کے پاس کچھ حرام اشیاء موجود ہوں تو انہیں تلف کردیا جائے مثلاً نشہ آور اشیاء آلات موسیقی. جیسے عود اور مزمار یا تصویریں، حرام فلمیں، فحش افسانے اور ڈرامے، ایسی چیزوں کو توڑنا، ضائع کرنا یا جلا دینا چاہیئے.

توبہ کو پائیدار رکھنے کے لئے تائب کو جاہلیت کے تمام لوازمات کو چھوڑنا ضروری ہے ورنہ اس کا فائدہ حاصل نہ ہوگا. ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں کہ توبہ کرنے والوں کے کے پاس ایسی حرام اشیاء باقی رہ گئیں جو توبہ کو ناکام کردینے اور ہدایت کے بعد ان کی گمراہی کا سبب بن گئیں. ہم اللہ سے ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے ہیں.

التاسع : اسے برے دوستوں کے بجائے نیک دوست انتخاب کرنا چاہیئے جو اس توبہ کی استقامت پر اس کے مددگار ثابت ہوں. اسے علمی مجالس اور ذکر کے حلقوں میں شامل ہونا چاہیئے اور ایسے کاموں میں وقت صرف کرنا چاہیئے جو اس کے لئے مفید ہوں تاکہ گزشتہ یادوں کے لئے شیطان اس کے ہاں راہ نہ پاسکے.

العاشر : وہ بدن جسے اس نے حرام قسم کی آمدنی سے پالا ہے اس کی

طاقت کو اللہ کی راہ میں صرف کرے اور حلال ذرائع اختیار کرے تاکہ آئندہ پاکیزہ گوشت پیدا ہو۔

گیارھویں شرط : توبہ غرغرہ سے پہلے اور سورج کے مغرب کی طرف سے طلوع ہونے سے پہلے کرلینا چاہیئے۔ غرغرہ اس آواز کو کہا جاتا ہے جو جان نکلنے کے وقت حلق سے نکلتی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ توبہ قیامت صغریٰ اور قیامت کبریٰ سے پہلے ہونا چاہیئے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

(من تاب الى الله قبل أن يغرغر قبل الله منه)

جو شخص نزع کے وقت سے پہلے اللہ کے حضور توبہ کرلے اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

(من تاب قبل أن تطلع الشمس من مغربها تاب الله عليه)

جس شخص نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کرلی اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

عظیم توبہ

اب ہم یہاں اس امت کے سابقین اولین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی توبہ کے چند نمونے پیش کرتے ہیں:-

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ : ماعز بن مالک اسلمی رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے : اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، میں زنا کر بیٹھا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کیجئے. آپ نے اسے واپس لوٹا دیا. دوسرے دن پھر ماعز آپؐ کے پاس آئے اور کہا : اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے. آپ نے دوبارہ اسے واپس لوٹا دیا. پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم کے پاس آدمی بھیجا اور ان سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کی عقل میں کچھ فتور ہو؟ یا کوئی ایسی بات جسے تم ناپسند کرتے ہو"

وہ کہنے لگے ہم تو یہی جانتے ہیں کہ اس کی عقل درست ہے. ہمارے دیکھنے میں تندرست آدمیوں میں سے ہے. پھر ماعز تیسری بار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے. تو آپ نے پھر ان کی قوم کی طرف آدمی بھیجا اور ان سے ماعز کی بابت پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ

نہ ماعز میں کوئی نقص ہے اور نہ اس کی عقل میں. پھر جب چوتھی بار ماعز آئے تو آپ نے اس کے لئے، ایک گڑھا کھدوایا. پھر لوگوں کو رجم کا حکم دیا چنانچہ انہیں رجم کردیا گیا".

راوی کہتے ہیں کہ غامدیہ عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہ پاس آئی اور کہنے لگی اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، مجھے پاک فرمایئے. آپ نے اسے واپس لوٹا دیا. دوسرے دن وہ پھر آکر کہنے لگی : اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے کیوں واپس لوٹاتے ہیں. شائد مجھے آپ اسی طرح واپس لوٹا رہے ہیں جیسے ماعز کو واپس لوٹا دیا تھا. اللہ کی قسم! میں تو حاملہ ہوچکی. آپ نے فرمایا:

یہ بات نہیں. تم جاؤ تا آنکہ تمہارے بچہ پیدا ہو.

راوی کہتا ہے کہ جب اس عورت کے بچہ پیدا ہوگیا. تو وہ بچے کو ایک چیتھڑے میں لپیٹے ہوئے آئی اور کہنے لگی. یہ ہے بچہ جو میں نے جنا ہے آپ نے اس سے فرمایا :-

جاؤ، اس بچے کو دودھ پلاؤ تا آنکہ اسے دودھ چھڑا دو.

پھر جب اس نے دودھ چھڑایا تو بچہ کو لے کر حاضر ہوئی جس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا. اور کہنے لگی : اے اللہ کے رسول!

میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور اب یہ کھانا کھانے لگا ہے. آپ نے وہ بچہ کسی مسلمان کے حوالے کیا پھر اس کے رجم کا حکم دیا. چنانچہ اس عورت کے سینہ تک گڑھا کھودا گیا. آپ نے لوگوں کو حکم دیا جنھوں نے اسے رجم کردیا. حضرت خالد بن ولیدؓ آگے بڑھے اور اس عورت کے سر پر پتھر مارا تو اس کے خون کے چھینٹے حضرت خالدؓ کے منہ پر آپڑے تو انہوں نے اس عورت کو گالی دی، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا. آپ نے خالدؓ سے فرمایا:-

(مهلا يا خالد! فوالذي نفسي بيده لقد تابت توبة لو تابها صاحب مكس لغفرله)

خالد! یہ کیا بات ہوئی اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے. اگر محصول لینے والا بھی اس عورت جیسی توبہ کرے تو اسے بھی معاف کردیا جائے.

اور ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے اس عورت کو رجم کیا پھر آپؐ اس پر نماز جنازہ بھی پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا:-

(لقد تابت توبة لو قسمت بين سبعين من أهل المدينة و سعتهم، وهل وجدت شيئا أفضل من أن جادت بنفسها لله (عزوجل)

اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو ان سب کو کافی ہو. کیا اس سے بھی افضل کوئی بات ہوسکتی ہے کہ اس عورت نے اللہ عزو جل کے لئے اپنی جان قربان کردی.

توبہ اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے.

کبھی قائل یوں کہتا ہے کہ : میں تو توبہ کرنا چاہتا ہوں لیکن اس بات کی کون ضمانت دے سکتا ہے کہ اگر میں توبہ کروں تو اللہ مجھے معاف کردے گا. میں ثابت قدمی کی راہ پر چلنے میں رغبت رکھتا ہوں لیکن میرا شعور مجھے تردد میں ڈال دیتا ہے. اگر مجھے یقینی طور پر علم ہوجائے کہ اللہ مجھے ضرور معاف فرمادے گا تو میں یقیناً توبہ کرلوں.

تو اس کا جواب یہ کہ شعور کی مداخلت کا جو احساس آپ کو ہوا ہے یہ آپ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بھی چند ایک کو ہوا تھا.

اور اگر آپ درج ذیل دو روایات میں یقین کے ساتھ غور کریں گے تو انشاء اللہ آپ کے دل میں جو وہم ہے وہ دور ہوجائے گا.

امام مسلم رحمہ اللہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

"پھر جب اللہ تعالی نے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا کردی تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھائیے تاکہ میں بیعت کروں. آپ ؐ نے ہاتھ آگے بڑھایا جسے میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا. اپ نے فرمایا" اے عمرو ! تمہارا کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا: میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں آپ نے پوچھا "کس بات کی شرط ؟" میں نے کہا: اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کردے. تو آپ ؐ نے فرمایا:-

(أما علمت يا عمرو أن الاسلام يهدم ما كان قبله وأن الهجرة تهدم ما كان قبلها، و أن الحج يهدم ما كان قبله؟)

کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ اسلام اپنے سے پہلے کے گناہوں کو ختم کر ڈالتا ہے اور ہجرت اپنے سے پہلے گناہوں کو ختم کرڈالتی ہے اور حج اپنے سے پہلے گناہوں کو ختم کر ڈالتا ہے؟

نیز امام مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ:-

"مشرکین میں سے کچھ لوگوں نے قتل کئے تو بہت، اور زنا کیا تھا تو بہت. پھر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے." جس ذات کی آپ بات کرتے ہیں جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ اچھی ہے. کاش کہ آپ ہمیں یہ بتلادیتے کہ ہمارے اعمال کا کفارہ کیا ہے تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:-

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾

اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔ نہ ہی وہ کسی ایسے شخص کو مارتے ہیں جسے مارنا اللہ نے حرام کیا ہے مگر جسے مارنا حق ہے نہ ہی وہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص یہ کام کرے گا اپنے گناہوں کے انجام کو پہنچے گا۔

نیز یہ آیت نازل ہوئی :-

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۚ

اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتی کرچکے ہو، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔

کیا اللہ مجھے بخش دے گا؟

اور کبھی آپ یوں کہتے ہیں کہ : میں توبہ تو کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ فواحش کی کوئی قسم ایسی نہیں جسے میں نے چھوڑا ہو اور کیا نہ ہو، وہ گناہ جو تخیل میں آسکتے ہیں اور جو نہیں آسکتے ان کا میں اس حد تک ارتکاب کرچکا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس طویل عرصہ میں جو کچھ کرچکا ہوں اللہ کا انہیں مجھ سے معاف کردینا ممکن ہوگا؟

اے میرے قابل احترام بھائی! میں آپ سے یہ کہتاہوں کہ یہ مشکل خاص کر آپ ہی کو پیش نہیں آئی بلکہ جو لوگ بھی توبہ کرتے ہیں ان میں سے اکثر کو یہ مشکل پیش آتی ہے اس سلسلہ میں میں ایک نوجوان کی مثال پیش کرتا ہوں جس نے ایک دفعہ یوں سوال کیا کہ: میں چھوٹی عمر سے ہی نافرمانیوں اور گناہوں میں پڑگیا تھا اور اس وقت میری عمر صرف سترہ سال ہے. میرے بے حیائی کے چھوٹے بڑے گناہوں کی فہرست بڑی طویل ہے جن کی انواع بھی مختلف ہیں اور چھوٹے بڑے سب طرح کے لوگوں سے یہ کام کرتا رہا ہوں حتی کہ میں نے ایک چھوٹی سی لڑکی پر بھی زیادتی کی ہے

اور میں کئی بار چوریاں بھی کرچکا ہوں پھر وہ کہنے لگا : اب میں نے اللہ عزوجل کے حضور توبہ کی ہے میں قیام بھی کرتا ہوں اور بعض راتوں کو تہجد بھی گزارتا ہوں اور ہر سوموار اور جمعرات کو روزہ بھی رکھتا ہوں اور صبح کی نماز کے بعد قرآن کریم بھی پڑھتا ہوں کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟

ہم اہل اسلام کے پاس جو مبدا ہے وہ یہ ہے کہ ہم احکام کی تلاش اور مسائل کے حل اور ان کے علاج کے لئے کتاب و سنت کی طرف رجوع کریں. اور جب ہم کتاب اللہ کی طرف آتے ہیں تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ملتا ہے :-

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ

اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتی کرچکے ہو، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا. بلاشبہ اللہ سارے گناہ معاف کردیتا ہے. بلاشبہ وہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے لہٰذا تم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار بن جاوَ.

یہ ہے اس مذکورہ مشکل کا ٹھیک ٹھیک جواب، جو اس قدر واضح ہے جس کی تشریح و وضاحت کی ضرورت نہیں.

رہا یہ احساس کہ گناہ اس قدر زیادہ ہیں کہ شائد ہی اللہ انہیں بخشے تو

یہ بات بندے کی اپنے پروردگار کی رحمت کی وسعت پر یقین نہ ہونے کی پیداوار ہے. یہ پہلی بات ہوئی.

اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے متعلق ایمان میں نقص ہے کہ وہ سارے کے سارے گناہ بخش سکتا ہے.

اور تیسری یہ کہ اعمال قلوب میں سے ایک نہایت اہم عمل یعنی امید میں ضعف ہے.

اور چوتھی یہ کہ توبہ قبول ہونے پر بھی اس میں گناہوں کو مٹادینے کی قدرت نہیں.

اب ہم ان میں سے ہر ایک کا جواب دیں گے.

پہلی بات کی وضاحت کے لئے تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہی کافی ہے:-

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ

اور میری رحمت ہر چیز کو محیط ہے.

اور دوسری بات کی وضاحت میں درج ذیل قدسی حدیث کافی ہے. اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- (قال تعالى من علم أني ذو قدرة على مغفرة الذنوب غفرت له و لا أبالي، مالم يشرك بي شيئا) وذالك إذا لقي العبد ربه في الآخرة.

"جسے علم ہوگیا کہ میں گناہ معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہوں تو میں اس کے گناہ بخش دوں گا. بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ شرک

نہ کیا ہو" اس کے بعد آپ نے فرمایا. یہ بات آخرت میں ہوگی جب بندہ اپنے پروردگار کو ملے گا.

اور تیسری بات کا درج ذیل عظیم قدسی حدیث علاج کر دیتی ہے:-

(يا ابن ادم إنك مادعوتني و رجوتني غفرت لك على ماكان منك ولاأبالي، يا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرني غفرت لك ولا أبالي، يا ابن آدم لو أنك أتيتني بقراب الأرض خطايا ثم لقيتني لا تشرك بي شيئا لأتيتك بقرابها مغفرة)

اے ابن آدم! تو جب بھی مجھے پکارے اور مجھ سے توقع رکھے تو تیرے جتنے بھی گناہ ہوں گے میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے اس کی چنداں پروا نہیں، اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی کو پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے اس کی کچھ پروا نہیں. اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر گناہ لے کر آئے پھر مجھے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں زمین بھر بخشش لے کر تیرے پاس آوں گا.

اور چوتھی بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث کفایت کرتی ہے:- (التائب من الذنب كمن لا ذنب له)

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔
جس شخص کو یہ خیال ہو کہ اس کے گناہ اس قدر زیادہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف نہیں کرے گا اس کے لئے ہم یہ حدیث بیان کرتے ہیں:-

سو آدمیوں کا قاتل

ابو سعید بن مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا اس نے لوگوں سے پوچھا کہ اس وقت زمین میں سب سے زیادہ عالم کون ہے تو اسے ایک راہب کا پتہ دیا گیا وہ اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے ننانوے آدمی قتل کیے ہیں، میرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش ہے؟ راہب نے کہا: نہیں تو اس نے اسے بھی قتل کر کے سو پورے کر دیئے۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ اہل زمین کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو اسے ایک عالم کا پتہ بتایا گیا۔ اس نے عالم سے کہا کہ میں نے سو آدمی قتل کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟ عالم نے کہا: ہاں۔ تمہارے اور توبہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔ تم فلاں علاقہ کی طرف چلے جاؤ وہاں لوگ اللہ کی

عبادت کرتے ہیں تم بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو. اور اپنے وطن کی طرف نہ جانا، وہ برا علاقہ ہے. چنانچہ وہ ادھر روانہ ہوگیا. ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ موت نے آلیا. اب اس کے بارے میں رحمت کے اور عذاب کے فرشتے جھگڑا کرنے لگے. رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ آدمی سچے دل سے تائب ہوکر اللہ تعالیٰ کی راہ پر چل کھڑا ہوا تھا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے تو کبھی بھلا کام کیا ہی نہ تھا. اب ان کے پاس ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا. تو ان دونوں نے اسے اپنا ثالث بنالیا اس نے کہا یہاں سے دونوں اطراف کی زمین ناپ لو، یہ آدمی جس طرف کو قریب ہوگا وہی فرشتہ اس کی روح لے گا. انہوں نے زمین ناپی تو معلوم ہوا کہ وہ علاقہ قریب تھا جدھر کا اس نے رخ کیا تھا چنانچہ رحمت کے فرشتے اسے لے گئے.

اور صحیح میں ایک دوسری روایت میں ہے:-

انہوں نے ناپا نیک لوگوں کی بستی بالشت بھر قریب نکلی تو اس شخص کو نیک لوگوں میں شمار کرلیا گیا.

اور صحیح میں ایک اور روایت میں ہے:-

اللہ تعالیٰ نے اس طرف کی زمین کو حکم دیا کہ دور ہوجاؤ اور اس طرف کی زمین کو حکم دیا کہ قریب ہوجاؤ. پھر فرشتوں سے ناپنے کو کہا.

تو انہوں نے نیک لوگوں کی بستی کو بالشت بھر قریب پایا، چنانچہ اس کو بخش دیا گیا.

ہاں ہاں! اس شخص اور اس کی توبہ کے درمیان کیا چیز حائل ہوسکتی تھی؟ لہٰذا اے توبہ کا ارادہ کرنے والے، ذرا سوچو تو سہی کہ تمہارے گناہ اس شخص سے زیادہ ہیں جسے اللہ نے معاف کردیا تھا. پھر یہ مایوسی کیسی؟

جبکہ اے میرے مسلم بھائی! معاملہ اس سے بھی بڑا ہے ذرا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں غور فرمایئے. وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾

اور لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کو اللہ نے مار ڈالنا حرام کیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق سے اور نہ ہی بدکاری کرتے ہیں اور جو شخص ایسے کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا. قیامت کے دن اس کو دوگنا عذاب ہوگا اور وہ ذلت و خواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا. مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں

سے بدل دے گا اور اللہ تو بہت بخشنے والا اور مہربان ہے.
(الفرقان آیت ٦٨ تا ٧٠)

نیز اللہ تعالیٰ کے قول فاولٰپک یبدل اللّٰہ سیئاتھم حسنات (الفرقان : آیت ٧٠) پروقفہ سے آپ کے لئے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا فضل ہے. علماء کہتے ہیں کہ اس تبدیلی کی دو قسمیں ہیں:-

پہلی قسم یہ ہے کہ بری صفات اچھی صفات میں بدل دی جائیں. جیسے شرک کو ایمان سے، زنا کو عفت و احصان سے، جھوٹ کو سچ سے اور خیانت کو امانت سے بدل دیا جائے وغیرہ وغیرہ.

اور دوسری یہ کہ جو برائیاں انہوں نے کی ہیں قیامت کے دن انہیں نیکیوں سے بدل دیا جائے گا. آپ اللہ تعالی کے قول یبدل اللّٰہ سیئاتھم حسنات میں غور فرمائیے. اللہ تعالی نے یہ نہیں کہا کہ ہر برائی نیکی میں تبدیل ہوگی. ہوسکتا ہے کہ وہ تعداد میں کم ہوں یا برابر ہوں یا زیادہ ہوں اور یہ تبدیلی تائب کے صدق اور اس کی توبہ کے کمال کے مطابق ہوگی. کیا آپ اس فضل سے بھی بڑا کوئی فضل دیکھ سکتے ہیں؟ نیز اس اللہ کی مہربانی کی مزید تفصیل درج ذیل حدیث مبارکہ میں ملاحظہ فرمائیے:-

عبدالرحمن بن جبیر ابو طویل شطب، جو دراز اور خوبصورت قد والے

تھے، کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے. (اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ ایک بوڑھا نحیف آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا. جس کی پلکیں اس کی آنکھوں پر پڑ رہی تھیں. اور وہ اپنی لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے تھا اور آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا) بھلا دیکھئے ایک ایسا شخص ہے جس نے سارے گناہ کرڈالے ہیں، نہ کوئی چھوٹا چھوڑا ہے اور نہ بڑا. وہ سب کچھ ہی کرتا رہا ہے. (اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اس نے اتنے گناہ کئے ہیں کہ اگر وہ پوری زمین والوں پر تقسیم کئے جائیں تو سب کو ہلاک کردیں تو کیا ایسے شخص کے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟ آپؐ نے اس سے پوچھا: کیا تو اسلام لاتا ہے؟ اس نے کہا: میرا معاملہ تو یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں. تو آپؐ نے فرمایا:- (تفعل الخيرات و تترك السيئات فيجعلهن الله لك خيرات كلهن)

اچھے کام کرو اور برے کام چھوڑ دو. تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے سب کچھ نیکیاں بنادے گا.

وہ کہنے لگا: اور میری فریب کاریاں اور نافرمانیاں. آپ نے فرمایا: ہاں (انہیں بھی نیکیاں بنادے گا) اس شخص نے اللہ اکبر کہا. اور تکبیر کہتا

ہی رہا حتی کہ آنکھوں سے اوجھل ہوگیا.

اس مقام پر تائب یہ پوچھ سکتا ہے کہ : میں جب گمراہ تھا. نماز ادا نہیں کرتا تھا، ملت اسلام سے خارج تھا، اس وقت میں نے کچھ اچھے کام بھی کئے تھے کیا توبہ کے بعد وہ شمار ہوں گے یا رائے گاں ہی جائیں گے.

اور اس کا جواب یہ ہے کہ عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ انہیں حکیم بن حزام نے بتلایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا : اے اللہ کے رسول! دیکھئے میں نے دور جاہلیت میں جو صدقہ یا غلام آزاد کئے یا صلہ رحمی کی تو ان کاموں کا مجھے اجر ملے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

(أسلمت على ما أسلفت من خير)

تو اسلام اس بات پر لایا ہے کہ تیری یہ سابقہ بھلائیاں برقرار رہیں. گویا توبہ کے بعد یہ گناہ بخش دیئے جائیں گے. اور یہ برائیاں نیکیوں میں بدل جائیں گی اور دور جاہلیت کی نیکیاں کرنے والے کے لئے برقرار رہیں گی تو اب باقی کیا رہ گیا!

جب میں گناہ کروں تو پھر کیا کروں.

کبھی آپ یوں کہتے ہیں کہ جب مجھ سے گناہ سرزد ہو تو پھر میں اس سے توبہ کیسے کروں. اس گناہ کے بعد وہ کونسا کام ہے جو مجھے فوراً کرنا چاہیئے.

جواب : گناہ چھوڑنے کے بعد دو کام کرنا چاہئیں

پہلا کام دل کا عمل ہے کہ وہ پشیمان ہو اور آئندہ کبھی وہ کام نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے اور یہ اللہ سے ڈر کا نتیجہ ہوتا ہے.

دوسرا کام اعضاء کا عمل ہے کہ وہ مختلف قسم کے نیکی کے کام کرے جن میں سے ایک توبہ کی نماز بھی ہے جس کی صراحت یوں ہے:-

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ (ما من رجل يذنب ذنبا ثم يقوم فيتطهر ثم يصلي "ركعتين" ثم يستغفر الله غفر الله له)

جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو، پھر وہ پاک صاف ہو، پھر دو رکعت نماز ادا کرے، پھر اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ اسے معاف کر دیتا ہے.

پھر آپ ؐ نے یہ آیت پڑھی:-

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ

اور وہ لوگ کہ جب کوئی برا کام کرتے یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں. اور اللہ کے سوا گناہ معاف کرنے والا ہے بھی کون؟ اور وہ اپنے کیے ہوئے کام پر اصرار نہیں کرتے. اور وہ یہ بات جانتے ہیں،(آل عمران :۱۳۵)

پھر کچھ دوسری صحیح روایات بھی ہیں جن میں ان گناہوں کو دور کرنے والی دو رکعات کی دوسری صفات مذکور ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے.

(۱) جو شخص بھی وضو کرے اور اچھی طرح سے کرے (کیونکہ جس پانی سے اعضاء کو دھویا جاتا ہے اس پانی سے اعضاء سے گناہ بھی نکل جاتے ہیں یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں)

اور اچھی طرح وضو کرنا یوں ہے کہ وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھے اور اس کے بعد اذکار کرے جو یہ ہیں.

(اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له، و أشهد أن محمدا عبده و رسوله (أو) اللهم اجعلني من التوابين و اجعلني من المتطهرين (أو) اللهم و بحمدك اشهد أن لا إله إلا أنت، أستغفرك و أتواب إليك)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے جس

کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں.

اے اللہ! مجھے توبہ کرتے رہنے والوں سے بنادے اور صاف ستھرے رہنے والوں سے بنادے.

اے اللہ! تیری تعریف کے ساتھ میں یہ گواہی دیتاہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتاہوں.

(یہ اذکار وضو کے بعد کے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا بڑا اجر ہے).

(۲) کھڑا ہوکر دو رکعت نماز ادا کرے.

(۳) اپنے دل کو سامنے رکھے اور ان پر پوری طرح متوجہ ہو.

(۴) ان میں بھولے نہیں

(۵) ان میں اپنے دل میں بھی کوئی بات نہ کرے

(٦) ان میں ذکر اور خشوع اچھی طرح کرے

(۷) پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ:-

(۱) اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے.

(۲) اور جنت اس کے لئے واجب ہوجائے گی

پھر اس کے بعد نیک اور اطاعت کے کام بکثرت کرنا چاہئے. آپ دیکھتے نہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مباحثہ کیا۔ پھر جب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوگیا تو اس کے بعد کئی اچھے کام کئے تاکہ وہ گناہ کو دور کردیں.

اس طرح اس صحیح حدیث میں بھی غور فرمائیے. جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان مثل الذي يعمل السيئات ثم يعمل الحسنات كمثل رجل كانت عليه درع (لباس من حديد يرتديه المقاتل) ضيقة، قد خنقته، ثم عمل حسنة فانفكت حلقة، ثم عمل أخرى فانفكت الأخرى حتى يخرج الى الأرض)

جو برے کام کرتا ہو، پھر اچھے کام کرے اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے تنگ سی زرہ (لوہے کا لباس جس کو جنگ کرنے والا پہنتا ہے) پہن رکھی ہو. جس نے اس کا گلا گھونٹ رکھا ہو پھر وہ ایک نیکی کرتا ہے تو اس کا ایک حلقہ کھل جاتا ہے اور دوسری کرتا ہے تو دوسرا کھل جاتا ہے حتی کہ وہ آزاد پھرنے لگتا ہے.

گویا نیکیاں گنہگار کو معصیت کی قید سے آزاد کردیتی ہیں اور اسے اطاعت کے کھلے میدان کی طرف لے جاتی ہیں. اور اے میرے بھائی ! آپ کے لئے درج ذیل عبرتناک قصہ کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا:-
اے اللہ کے رسول! باغ میں مجھے ایک عورت مل گئی اور میں نے جماع کے سوا جو کچھ ہوسکتا تھا اس سے کیا میں نے اس کا بوسہ لیا اور اسے اپنے ساتھ چمٹایا. اب میرے ساتھ آپ جو چاہیں سلوک کیجئے. اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی نہ کہا تو وہ شخص جانے لگا حضرت عمرؓ نے اسے کہا " اللہ نے تمہارا پردہ رکھا تھا تو تمہیں خود بھی اپنا پردہ رکھنا چاہئے تھا." اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور کہا " اسے میری طرف بھیجو. لوگوں نے اسے آپؐ کی طرف لوٹایا تو آپؐ نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی:- وَأَقِمِ الصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـَٔاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّٰكِرِينَ

دن کے دونوں کناروں (صبح اور شام) اور رات کی چند (پہلی) ساعات میں نماز ادا کیا کرو. بلاشبہ نیکیاں گناہوں کو دور کردیتی ہیں. یہ ان کے لئے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرتے ہیں.

حضرت معاذ کہتے ہیں ـــ اور حضرت عمرؓ کی روایت میں ہے ـــ اے اللہ کے رسول! کیا یہ بات صرف اس اکیلے یا سب لوگوں کے لئے؟ آپؐ نے فرمایا:- (بل للناس کافة)

بلکہ یہ رعایت سب لوگوں کے لئے ہے.

بد کردار مجھ پر چڑھائی کرتے ہیں

اور کبھی آپ یہ کہتے ہیں کہ میں تو توبہ کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے بُرے ساتھی ہر طرف سے مجھ پر آ حملہ آور ہوتے ہیں. اور اگر انہیں مجھ میں کسی تبدیلی کا علم ہوجائے تو عقاب کا سا حملہ کردیتے ہیں اور میں اپنی کمزوری کو خوب جانتا ہوں تو اب میں کیا کروں.

اس کے جواب میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہی اللہ کی سنت ہے. وہ اپنے مخلص بندوں کو اسی طرح آزماتا ہے تاکہ معلوم ہوسکے کہ ان میں سے سچا کون ہے اور جھوٹا کون ؟ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ پاک کو ناپاک سے ممیز کرتا ہے.

اور اب جب آپ اس راہ پر چل نکلے ہیں تو پھر ثابت قدم رہئیے یہ لوگ جنوں اور انسانوں میں سے شیاطین ہیں جو ایک دوسرے کو انگیخت کرتے رہتے ہیں تاکہ آپ کو ایڑیوں کے بل پھر سے واپس لا سکیں. لہذا آپ ان کی بات نہ مانئیے وہ آپ سے ابتدا میں یہ بھی کہیں گے کہ یہ ایسی ہوس ہے جو جلد ہی تجھ سے زائل ہوجائے گی اور یہ عارضی سی گھٹن ہے اور کیا عجب کہ ان میں سے کوئی اپنے ساتھی سے یوں کہہ دے کہ اس کا توبہ کرنا اتنی بڑی برائی ہے جتنی کہ کوئی برائی ہوسکتی ہے.

اور کچھ عجب نہیں کہ اس کی سہیلیوں میں سے کوئی ٹیلیفون پر ہم کلام ہو اور وہ اسے یوں کہہ دے کہ میں توبہ کرچکا ہوں اور مزید گناہ میں ملوث نہیں ہونا چاہتا، پھر وہ سہیلی کچھ عرصہ بعد اسے ملے اور یوں کہہ دے کہ ہوسکتا ہے کہ اب تک تم سے وہ وسوسے زائل ہوچکے ہوں. اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

آپ کہہ دیجئے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں جو ان کا حقیقی بادشاہ ہے ان کا معبود ہے، اس وسوسے انداز کی برائی سے جو پیچھے ہٹ جاتا ہے، جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے. (خواہ وہ) وہ جنوں میں سے (ہو) یا انسانوں میں سے.

آپ دیکھئے کیا آپ کا پروردگار اطاعت کا زیادہ حقدار ہے یا یہ بدکردار ساتھی؟

نیز آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ عنقریب ہر جگہ سے آپ پر حملہ آور ہوں گے اور آپ کو گمراہی کی طرف واپس لے جانے کے لئے ہر ممکن حربہ استعمال کریں گے. مجھے ایک آدمی نے توبہ کرنے کے بعد بتلایا کہ اس کی ایک بری دوست تھی، میں مسجد کو جارہا تھا تو اس نے اپنے ڈرائیور کو حکم دیا کہ گاڑی کو میرے پیچھے لگائے پھر

اس گاڑی کی کھڑکی سے مجھے مخاطب ہوئی۔ یہی وہ مقام ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

جو لوگ ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں ثابت قدم رکھے گا۔
(ابراہیم : آیت ۲۷)

وہ لوگ آپ کو ماضی کی یاد تازہ کریں گے اور گناہوں کو ہر طرح سے مزین کر کے دکھلائیں گے۔ یاد دہانیوں کے ذریعے، تصویروں اور خط و کتابت کے ذریعے غرض ہر ذریعہ استعمال کریں گے۔ مگر تم ان کی بات نہ ماننا اور اس بات سے محتاط رہنا کہ وہ تجھے آزمائش میں ڈال دیں۔

ہم اب آپ سے ایک جلیل القدر صحابی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا قصہ بیان کرتے ہیں۔ جب وہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو ان سے بائیکاٹ کا حکم دے دیا تاآنکہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں اجازت نازل فرمائے۔ انہی دنوں غسان کے کافر (عیسائی) بادشاہ نے آپ کو ایک چٹھی بھیجی جس میں لکھا تھا:۔

امابعد: ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ آپ کے آقا نے آپ پر زیادتی کی ہے۔

اللہ تعالی نے آپ کو ذلت میں رہنے اور ضائع ہونے کے لئے پیدا نہیں کیا لہذا ہمارا فرض ہے کہ آپ کو مال و دولت سے نوازیں.
گویا اس کافر نے آپ کو مال و دولت دینے کا ارادہ کیا تاکہ آپ مدینہ سے نکل جائیں اور کفر کے علاقہ میں بقیہ زندگی گزار دیں.
اب اس جلیل القدر صحابی کا جواب
دیکھئے آپ نے خط پڑھ کر کہا :-

جب میں نے یہ خط پڑھا تو کہا: یہ ایک اور آزمائش آپڑی. چنانچہ میں نے اسے تنور (بھٹی) میں ڈالنے کا ارادہ کرلیا اور اسے جلادیا.
لہذا اے مسلم بھائی سنو! تمہیں بھی جب کوئی برا دوست ایسی چٹھی بھیجے تو تم بھی اسے اسی طرح جلا دینا تا آنکہ وہ راکھ بن جائے اور یہ بات یاد رکھو کہ تم آخرت کی آگ کو جلا کر اسے راکھ بنارہے ہو.
فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ۝
اور صبر کیجئے. بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے وہ تجھے کمزور نہ بنادیں.

وہ مجھے دھمکیاں دیتے ہیں

میں تو توبہ کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے سابقہ دوست مجھے دھمکیاں دیتے ہیں کہ وہ لوگوں میں میری رسوائی کی باتیں کریں گے. اور قابل ذکر بزرگوں پر میرے اسرار کھول دیں گے کیونکہ ان کے پاس تصویریں بھی ہیں اور کاغذات بھی. جنہیں سننے سے میں ڈرتا ہوں. لہٰذا میں خائف رہتا ہوں.

اور ہم آپ سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ شیطان کے ان دوستوں سے مجاہدہ (جنگ) کیجئے. شیطانی تدبیر ہمیشہ کمزور ہوتی ہے، یہ سب کچھ ابلیس کے اعوان و انصار کی گرفت ہے جو تجھ پر اکٹھے ہوئے ہیں. مگر یاد رکھئے کہ مومن کے صبر و اثبات کے سامنے یہ چیزیں ٹھہر نہیں سکتیں اور پارہ پارہ ہوکر ختم ہوجاتی ہیں.

اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ وہ لوگ آپ کے پاس آئیں یا تم ان کے ہاں جاؤ اور ان کی بات سن لو تو ان کی گرفت مضبوط سے مضبوط ہوجائے گی اور آپ اول و آخر ہر مقام پر ناکام و نامراد ہوجائیں گے. لہٰذا ہرگز ان کی بات نہ ماننا جبکہ ان کے مقابلہ اللہ سے مدد طلب کرو. اور کہو حسبی اللّٰہ و نعم الوکیل (مجھے میرا اللہ

ہی کافی ہے جو بہترین کارساز ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم سے ڈرتے تو فرماتے

(اللهم إنا نجعلك في نحورهم، و نعوذ بك من شرورهم)

اے اللہ! ہم ان کے مقابلے میں تجھے لاتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ میں آتے ہیں.

یہ درست ہے کہ یہ موقف بڑا دشوار ہے اور اس توبہ کرنے والی مسکین لڑکی کو دیکھئے جسے اس کے برے ساتھی ملتے ہیں تو دھمکی آمیز لہجہ میں اسے کہتے ہیں : میں نے تیرے مکالمے ریکارڈ کر رکھے ہیں اور تیرے فوٹو میرے پاس ہیں. اگر تو میرے ساتھ نکل جانے سے انکار کرے گی تو میں تیرے گھر والوں میں تجھے رسوا کردوں گا.

یہ درست ہے کہ یہ ایسا مقام ہے جس پر کوئی رشک نہیں کر سکتا.

پھر ان شیطان کے چیلوں کی جنگ کا یہ طریق بھی ملاحظہ کیجئے کہ اگر کوئی گانے والا یا گانے والی یا ایکٹر یا ایکٹریس توبہ کرلے تو اس کا سابقہ بری قسم کا ریکارڈ ان کی زندگی اجیرن بنانے کے لئے بازاروں میں لا پھینکتے ہیں. لیکن اللہ تعالی پرہیزگاروں اور توبہ کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے اور وہی مومنوں کا حامی و ناصر ہے. نہ انہیں مشکل کے وقت چھوڑتا ہے اور نہ ان سے الگ ہوتا ہے. اور جس بندے نے بھی اللہ کی پناہ لی وہ کبھی ناکام و نامراد نہیں ہوا. یاد رکھو

سختی کے ساتھ آسانی بھی آتی ہے اور تنگی کے بعد فراخی بھی ہوتی ہے اور اے توبہ کرنے والے بھائیَ! ہم درج ذیل قصہ آپ کے گوش گزار کرتے ہیں جو نہایت موثر اور ہمارے دعوے پر واضح شاہد ہے:-

یہ قصہ جلیل القدر صحابی مرثد بن ابو مرثد غنوی فدائیَ کا ہے جو کہ مکہ کے کمزور مسلمانوں کو چوری چھپے راتوں رات مدینہ لے جایا کرتے تھے یہ وہ آدمی تھا جسے مرثد بن ابو مرثد کہا جاتا تھا اور یہ وہ آدمی تھا جو مکہ کے مسلمان قیدیوں کو اٹھالاتا اور انہیں مدینہ پہنچایا کرتا تھا.

راوی کہتا ہے کہ مکہ میں ایک فاحشہ عورت تھی جس کا نام عناق تھا اور یہ عورت مرثد کی دوست ہوتی تھی. مرثد کہتے ہیں کہ میں نے مکہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص سے وعدہ کر رکھا تھا کہ اسے اٹھا لے جاؤں گا. چنانچہ میں مکہ آیا اور ایک چاندنی رات میں مکہ کی حویلیوں میں سے ایک حویلی کی دیوار کے سائے تک پہنچ گیا. اتنے میں عناق آگئی اور دیوار کی جانب میرا سیاہ سایہ دیکھا. جب وہ میرے نزدیک آئیَ تو اس نے مجھے پہچان لیا کہنے لگی، مرثد؟ میں نے کہا: ہاں مرثد ہوں. وہ کہنے لگی : مرحبا و اہلاً! آؤَ آج رات ہمارے ہاں شب بسری کرو. "میں نے کہا: عناق ! اللہ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے. اس پر اس نے بلند آواز سے کہنا شروع کردیا" اے خیمہ والو! یہ

شخص ہے جو تمہارے قیدی اٹھا لے جاتا ہے. مرثد کہتے ہیں کہ پھر آٹھ آدمی میرے پیچھے لگ گئے. میں خندمہ (مکہ کی ایک گزرگاہ کے نزدیک معروف پہاڑ ہے) کی راہ پڑ کر ایک غار تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا اور اس میں داخل ہوگیا وہ لوگ یہاں تک پہنچ گئے حتی کہ وہ میرے سر پر کھڑے تھے اور اللہ نے مجھے دیکھنے سے انہیں اندھا کردیا. چنانچہ وہ واپس چلے گئے. پھر میں بھی وہاں سے نکل کر اپنے ساتھی کے پاس پہنچا اور اسے اٹھالیا اور وہ ایک بھاری بھر کم آدمی تھا. حتی کہ میں اذخر تک پہنچا تو اس سے اس کی زنجیریں کھول دیں. میں اسے اٹھاتا تھا تو وہ مجھے تھکا تھکا دیتا تھا. تا آنکہ میں مدینہ پہنچ گیا. پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول! کیا میں عناق سے نکاح کرلوں. میں نے دوبار یہ بات پوچھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا. تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی.

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّ الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ

زانی یا تو زانیہ سے نکاح کرے گا یا مشرکہ سے. اسی طرح زانی عورت کو زانی مرد یا مشرک کے سوا کوئی نکاح میں نہیں لاتا

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:-

(یا مرثد، الزاني لا ینکح إلا زانیة أو مشرکة، والزانیة لا

ينكحها إلا زان أو مشرك فلا تنكحها)
اے مرشد! زانی مرد ہی زانی عورت، یا مشرکہ سے نکاح کرتا ہے. اور زانی عورت کو بھی زانی مرد یا مشرک کے بغیر کوئی نکاح میں نہیں لاتا. لہٰذا تو عناق سے نکاح مت کر.

آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کی کیسے مدافعت کرتا ہے اور کیسے نیکی کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے؟
اور اگر بالفرض حالات سخت ناساز ہوں اور وہی کچھ پیش آجائے جس کا آپ کو خدشہ ہے یا بعض باتیں کھل جائیں اور معاملہ کی وضاحت کی ضرور پڑ جائے تو دوسروں پر اپنا موقف واضح کردیجئے اور صاف طور پر بتلادیجئے اور کہئے : میں واقعی گنہگار تھا اور میں اللہ کے حضور توبہ کرچکا ہوں بتلاؤ اب تم کیا چاہتے ہو؟
نیز ان سب کو نصیحت کیجئے کہ حقیقی رسوائی تو وہ ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگی. اور وہ رسوائی سب سے بڑی ہے، جو سو یا دوسو یا ہزار یا دو ہزار آدمیوں کے سامنے نہیں ہوگی بلکہ یہ رسوائی گواہیوں کے بنا پر ہوگی اور تمام مخلوقات فرشتوں، جنوں اور انسانوں کے سامنے ہوگی. اور حضرت آدمؑ سے لے کر ان کی اولاد کے آخری آدمی تک سب وہاں موجود ہوں گے.
لہٰذا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی طرف آیئے:-

وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾

اور (اے اللہ) مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کرنا. جس دن نہ مال کوئی فائدہ دے گا اور نہ بیٹے. مگر وہ شخص جو فرمانبردار دل لے کر حاضر ہوا.

نیز اپنے مشکل لمحات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے اپنی حفاظت کیجئے:

(اللهم استر عوراتنا و آمن روعاتنا. اللهم اجعل ثأرنا على من ظلمنا، وانصرنا على من بغى علينا. اللهم لا تشمت بنا الأعداء ولا الحاسدين)

اے اللہ! ہماری چھپانے کی باتوں پر پردہ ڈال اور ہمارے خدشات سے ہمیں امن میں رکھ، جو ہم پر ظلم کرے اس سے ہمارا بدلہ لے اور جو ہم پر زیادتی کرے تو اس کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما. اے اللہ دشمنوں اور حاسدوں کو ہم پر خوش ہونے کا موقع نہ دے.

میرے گناہوں نے میری زندگی اجیرن بنا رکھی ہے.

کبھی آپ یہ کہتے ہیں میں نے ڈھیروں گناہ کئے ہیں اور اللہ کے حضور توبہ کی ہے لیکن میرے گناہ مجھ پر چڑھائی کرتے رہتے ہیں جو کچھ میں کرچکا ہوں ان کی یاد سے میری زندگی پریشان ہوکر رہ گئی ہے اور نیند حرام، راتیں پریشان اور میری راحت مضطرب رہتی ہے.
پھر مجھے سکون کیسے حاصل ہو.

میرے مسلم بھائی! میں آپ سے یہ کہوں گا کہ یہ احساسات ہی سچی توبہ کے دلائل ہیں. اور ندامت دراصل اسی کا نام ہے. اور ندامت ہی توبہ ہوتی ہے. لہٰذا جو کچھ گزرچکا ہے اسے امید کی آنکھ سے دیکھئے. اس امید سے کہ اللہ آپ کو معاف فرمادے گا. اللہ کی رحمت سے نہ مایوس ہوں. کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ۝

اور اللہ کی رحمت سے تو صرف وہی مایوس ہوتے ہیں جو گمراہ ہیں
(الحجر: آیت ٥٦)

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:
(أكبر الكبائر الاشراك بالله، والامن من مكر الله، والقنوط

من رحمة الله، واليأس من روح الله)

بڑے بڑے گناہ یہ ہیں! اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اللہ کی تدبیر سے نڈر رہنا، اللہ کی رحمت سے آس توڑ بیٹھنا اور اس کی مہربانی سے مایوس ہوجانا.

اور مومن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوف اور امید دونوں کے درمیان درمیان چلتا ہے. اور بعض اوقات کبھی ایک چیز ضرورت کے تحت دوسری پر غالب آجاتی ہے جب وہ نافرمانی کرتا ہے تو خوف کا پہلو اسے دبا لیتا ہے تاکہ وہ توبہ کرے اور جب توبہ کرے تو امید کا پہلو اس پر غالب ہوجاتا ہے کہ وہ اللہ سے بخشش طلب کرے.

کیا اعتراف ضروری ہے؟

اور کبھی سائل غمگین آواز کے ساتھ یہ پوچھتا ہے کہ: میں توبہ تو کرنا چاہتا ہوں لیکن کیا یہ بھی مجھ پر واجب ہے کہ میں جاؤں اور جو گناہ میں نے کئے ہیں ان کا جاکر اعتراف کردوں؟

اور کیا میری توبہ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ میں اپنے ہر گناہ کا محکمہ کے قاضی کے پاس جاکر اقرار کروں اور اپنے آپ پر حد قائم کرنے کا مطالبہ کروں؟

اس سے پہلے جو آپ نے ،ماعز اسلمی، غامدیہ عورت اور اس شخص کا

قصہ بیان کیا ہے جس نے باغ میں ایک عورت کا بوسہ لیا تھا، ان سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ میرے لئے ایسا اعتراف کرنا بھی ضروری ہے.

تو اے مسلم بھائی! میں اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ اس توحید کی سب سے بڑی خوبی ہی یہ ہے کہ بندہ وسیلوں کے بغیر اپنے پروردگار تک پہنچتا ہے. اور یہ ایسی بات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے:- وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ

اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتلادیجئے کہ میں قریب ہوں. پکارنے والا جب بھی مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا سنتا اور اسے قبول کرتا ہوں. اور جب ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ توبہ اللہ ہی کے لئے ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے اعتراف از خود ہی ہوگیا. اور سید الاستغفار میں یہ الفاظ موجود ہیں:-

(أبوء لك بنعمتك علي و أبوء بذنبي)

اے اللہ! تو نے جو نعمتیں مجھے عطا کی ہیں میں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں.

یعنی اے اللہ! میں تیرے حضور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں.

اور اللہ کا شکر ہے کہ ہم نصاری کی طرح نہیں کہ قسیس اور کرسی کے سامنے اعتراف کریں اور اس وقت تک بخشش نہ ہوسکے- اور

ایسے ہی دوسرے مضحکہ خیزارکان ہیں:
بلکہ اللہ تعالیٰ تو یوں فرماتے ہیں:۔

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ

کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے.

یعنی بغیر کسی واسطہ کے اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے.

رہی بات حدود قائم کرنے کی، تو جب تک معاملہ امام یا حاکم یا قاضی تک نہ پہنچے اس وقت تک کسی کو ان کے پاس جانے اور اعتراف کرنے کی ضرورت نہیں. اگر اللہ نے اس کا گناہ چھپایا ہے تو وہ خود بھی چھپائے رکھے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور جو بات اللہ کے اور اس کے درمیان ہے، اس کی توبہ کے لئے وہی کافی ہے. اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ستیر (پردہ پوش) بھی ہے اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھنے کو پسند فرماتا ہے.

اور ان صحابہ کرام مثلاً ماعز اسلمی اور غامدیہ عورت جنھوں نے زنا کیا تھا، یا اس شخص کی جس نے باغ میں عورت کا بوسہ لیا تھا، کا معاملہ یہ ہے کہ انہوں نے ایسا کام کیا جو ان پر واجب نہ تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے نفوس کو پاک کرنے کے انتہائی خواہش مند تھے، جس کی دلیل یہ ہے کہ جب ماعز اسلمی اور غامدیہ عورت آئے، تو

شروع میں آپؐ نے اس سے اعراض کیا تھا. اس طرح جس شخص نے باغ میں عورت کا بوسہ لیا تھا اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا.

(لقد ستر الله عليه لوستر نفسه)

اللہ نے تو اس کے گناہوں پر پردہ ڈالا تھا کاش وہ خود بھی اپنے آپ پر پردہ ڈالتا.

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کے اس قول پر ازراہ جواز خاموش رہے.

جب بندہ، بندہ بن گیا او اس کے پروردگار نے اس کا گناہ چھپادیا تو اب اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ محکمہ کے ہاں جاکر سرکاری طور پر اپنے اعتراف ریکارڈ کرائے، نہ ہی اس کے لئے امام مسجد کے ہاں جاکر حد کے قیام کا مطالبہ ضروری ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ کسی دوست سے مدد چاہے کہ اسے گھر میں ہی کوڑے لگائے جائیں جیسا کہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے.

یہیں سے توبہ کرنے والوں کے بارے میں بعض جاہلوں کے موقف کی قباحت معلوم ہوجاتی ہے جیسا کہ درج ذیل قصہ میں مختصر مذکور ہے کوئی گناہ کرنے والا جاہل امام مسجد کے پاس گیا اور جو گناہ کر بیٹھا تھا اس کا اعتراف کیا، پھر اس سے اس کا حل دریافت کیا. وہ امام مسجد اسے کہنے لگا پہلے پہل تو تمہیں محکمہ والوں کے ہاں جانا ضروری

ہے وہاں جاکر شرعی طور پر اپنے اعتراف ریکارڈ کراؤ. اور حدود کے قیام کا مطالبہ کرو. پھر تمہارے معاملہ میں غور کیا جائے گا... اس بیچارے نے جب یہ دیکھا کہ وہ یہ سب کام سرانجام نہیں دے سکتا تو توبہ سے ہی منحرف ہوگیا اور اپنی سابقہ حالت پر لوٹ گیا.

اور اس اہم معاملہ سے متعلق فرصت کو غنیمت جانتے میں تو یہ کہوں گا کہ: مسلمانو! دین کے احکام کی معرفت ایک امانت ہے اور انہیں صحیح ماخذوں سے طلب کرنا بھی امانت ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :- فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝

اگر تم خود نہیں جانتے تو پھر اہل علم سے پوچھو (النحل : آیت ۴۳)

نیز فرمایا:- ٱلرَّحْمَٰنُ فَسْـَٔلْ بِهِۦ خَبِيرًا ۝

وہ بڑا مہربان ہے اس کے متعلق کسی باخبر سے پوچھو.

(الفرقان : آیت ۵۹)

گویا ہر واعظ یہ صلاحیت نہیں رکھتا کہ اس سے فتوی پوچھا جائے نہ ہی ہر امام مسجد یا ہر موذن یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ ان سے لوگوں کے جھگڑوں کے بارے میں شرعی احکام معلوم کیے جائیں اور نہ ہی فتاوی نقل کرنے والا ہر ادیب یا قصہ گو یہ صلاحیت رکھتا ہے نیز مسلمان سے یہ بھی بازپرس ہوگی کہ اس نے کس سے فتوی لیا تھا. اور یہ مسئلہ تعبدی ہے (یعنی جس میں انسانی عقل کو دخل نہ ہو) چنانچہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بارے میں گمراہ اماموں سے ڈرتے تھے. اسلاف میں سے کسی نے کہا ہے کہ : یہ علم دین ہے لہٰذا خوب سوچو کہ اپنا دین کس سے حاصل کررہے ہو. لہٰذا اے اللہ کے بندو! ایسی لغزش گاہوں سے ہوشیار رہو اور جب تمہیں کوئی مشکل درپیش ہو تو اہل علم سے اس کا حل طلب کرو اور مدد تو اللہ ہی سے درکار ہے.

توبہ کرنے والوں کے لئے چند اہم فتوے.

اور کبھی آپ یوں کہتے ہیں کہ : میں تو توبہ کرنا چاہتا ہوں مگر مجھے توبہ کے احکام معلوم نہیں. بعض گناہوں کے بارے میں توبہ سے متعلق بہت سے سوالات میرے ذہن میں گھومتے رہتے ہیں کہ جو کوتاہیاں میں اللہ کے حقوق میں کرچکا ہوں ان کی ادائیگی کیونکر ہو اور جو میں بندوں کے حقوق غصب کرچکا ہوں ان کی واپسی کا طریق کار کیا ہو؟ کیا ایسے سوالوں کے کوئی جواب ہیں؟

اے اللہ کی طرف رجوع کرنے والے! ہم ان سوالوں کے ایسے جواب پیش کر رہے ہیں جو پیاسے دلوں کی تشنگی کو دور کرکے سکون بخشیں

س: میں ایک گناہ کرتا ہوں جس سے توبہ کرلیتا ہوں. پھر میرا برائیوں پر ابھارنے والا نفس مجھ پر غالب آجاتا ہے تو میں پھر اسی گناہ کا اعادہ کرلیتا ہوں. اب کیا میری پہلی توبہ باطل ہوجائے گی اور کیا میرا پہلا گناہ اور مابعد کا گناہ سب میرے ذمہ باقی رہیں گے؟

ج : اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ توبہ کی صحت کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ گناہ پھر اس سے سرزد نہ ہو توبہ کی صحت کی شرط صرف یہ ہے کہ وہ اس گناہ سے پوری طرح رک جائے، اس پر نادم ہو اور آئندہ وہ کام نہ کرنے کا پختہ عہد کرے. پھر اگر اس نے وہ کام کرلیا تو اب اس نے نئی نافرمانی کا کام کیا جس کے لئے نئی توبہ ضروری ہے اور اس کی پہلی توبہ درست ہے.

س :کیا ایک گناہ سے توبہ درست ہے جبکہ میں کوئی دوسرا گناہ کئے جارہا ہوں؟

ج: ایک گناہ سے توبہ کرنا درست ہے اگر چہ کوئی دوسرا گناہ کررہا ہو بشرطیکہ یہ دوسرا گناہ نہ تو پہلے گناہ کی نوع سے ہو اور نہ اس سے متعلق ہو. جیسے مثلاً ایک شخص نے سود سے تو توبہ کی مگر شراب پینے سے نہیں کی تو اس کی سود سے توبہ درست ہوگی. اور اس کے برعکس بھی یہی صورت ہے. البتہ اگر اس نے ربالفضل (دست بدست لین دین میں زیادتی) سے تو توبہ کی مگر ربالنسیَہ (مدت کے عوض سود)

لیتا رہا تو اس صورت میں اس کی توبہ قبول نہ ہوگی. اسی طرح اگر کسی نے بھنگ پینے سے توبہ کی مگر شراب پیتا رہا تو بھی توبہ قبول نہ ہوگی یا اس کے برعکس صورت میں بھی. اسی طرح اگر کوئی شخص اس بات پر توبہ کرے کہ میں فلاں عورت سے زنا نہ کروں گا مگر کسی دوسری سے کرتا رہے تو ایسی توبہ صحیح نہ ہوگی. لہٰذا ان کی کارگزاری صرف یہ ہے کہ انہوں نے گناہ کی ایک نوع کو چھوڑا تو اسی گناہ کی دوسری نوع کی طرف رخ موڑ لیا. (المدارج کی طرف رجوع فرمائیے)

س: ماضی میں میں نے اللہ تعالیٰ کے کئی حقوق چھوڑے ہیں، نمازیں ادا نہیں کیں، روزے میں چھوڑتا رہا، زکوٰۃ میں نے نہیں دی. تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟

ج ۲ : نماز کے تارک کے بارے میں تو راجح بات یہ ہے کہ ان نمازوں کی قضا لازم نہیں کیونکہ ان کا وقت نکل گیا جس کا ہاتھ آنا ممکن نہیں اس کے بدلے اسے بکثرت توبہ استغفار کرنا چاہئے اور نوافل کثرت سے ادا کرنا چاہئیں. شائد اس طرح اللہ تعالیٰ ان چھوڑی ہوئی نمازوں سے درگزر فرمادے.

اور روزوں کے تارک کا معاملہ یوں ہے کہ جب اس نے روزے چھوڑے اس وقت اگر وہ مسلمان تھا تو اس پر قضا واجب ہے. ساتھ ہی ہر دن کے بدلے ایک مسکین کا کھانا بھی دے جو اس نے

قضاء میں بلا عذر اس قدر تاخیر کی کہ دوسرا رمضان آگیا. اور یہ تاخیر کا کفارہ ہے جو ایک ہی مسکین کا کھانا ہوگا. اس سے بڑھے گا نہیں اگر رمضان کے کئی مہینے گزر چکے ہوں.

مثال ایک آدمی نے ۱۴۰۰ ھ کے رمضان کے ۳ روزے' اور ۱۴۰۱ ھ کے ۵ روزے معمولی بات سمجھ کر چھوڑ دیئے اور کئی سال بعد اللہ کے حضور توبہ کی تو اب اسے آٹھ دن کے روزوں کی قضا لازم ہوگی اور آٹھ دنوں میں سے ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا.

دوسری مثال : ایک عورت ۱۴۰۰ھ میں بالغ ہوگئی. لیکن گھر والوں کو بتلانے سے شرماتی رہی اور ایام ماہواری کے مثلاً آٹھ روزے رکھے جن کی قضا نہ دی. پھر اب اس نے اللہ کے ہاں توبہ کی تو اس کے لئے بھی وہی حکم ہے جو پہلے گزر چکا ہے. اور یہ جان لینا چاہئے کہ نماز چھوڑنے اور روزہ چھوڑنے کے درمیان فرق ہے.

اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ علماء میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کی رائے کے مطابق بلا عذر دانستہ چھوڑے ہوئے روزوں کی بھی قضا نہیں ہے.

اور زکوہ کا معاملہ یہ ہے کہ اس کا نکالنا واجب ہے. زکوٰۃ ایک لحاظ سے تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور دوسرے لحاظ سے فقیر کا حق ہے. (مزید تفصیلات کے لئے مدارج السالکین ۱ / ۳۸۳ کی طرف رجوع فرمایئے)

س ۴ : جس شخص نے کسی آدمی کے حق میں برائی کی ہو اس کی توبہ کیسے ہوگی؟

ج ۴ : اس معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث ہے:-

(من كانت الأخيه عنده مظلمة، من عرض أو مال، فليتحلله اليوم قبل أن يؤخذ منه يوم لا دينار ولا درهم، فإن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته، وإن لم يكن له عمل أخذ من سيئات صاحبه، فجعلت عليه)

جس شخص کے پاس اپنے بھائی کی کوئی زیادتی سے لی ہوئی چیز ہو، خواہ وہ عزت سے متعلق ہو یا مال سے، اسے چاہئے کہ وہ اسے اپنے بھائی سے اس دن سے پہلے معاف کروائے جس دن نہ دینار قبول کیا جائے گا اور نہ درہم. اگر اس کے اچھے عمل ہوں گے تو اس زیادتی کے بقدر اس سے لے لئے جائیں گے اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو صاحب حق کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی. گویا توبہ کرنے والا ان مظالم سے خارج ہوجاتاہے خواہ صاحب حق لوگوں کو ان کا حق ادا کردینے سے ہو یا معاف کرالینے اور معذرت طلب کرلینے سے ہو. پھر اگر وہ معذرت قبول کرلیں تو خیر ورنہ ان کا حق ان کو واپس لوٹائے.

س ۵ : میں نے کسی شخص یا چند اشخاص کی غیبت کی ہے اور بعض دوسروں پر ایسی تہمت لگائی جس سے وہ بری تھے تو کیا اب معذرت کے ساتھ اس غیبت یا تہمت کی انہیں خبر دینا بھی شرط ہے، اور اگر یہ شرط نہ ہو تو پھر میں توبہ کیسے کروں؟

ج ۵ : اس مسئلہ کا انحصار مصالح و مفاسد کا موازنہ کرنے پر ہے.

جن لوگوں کی اس نے غیبت کی یا ان پر تہمت لگائی، اگر اس کا خیال ہو کہ خبر دینے سے وہ لوگ ناراض نہ ہوں گے، نہ ہی ان میں کینہ یا غم بڑھے گا تو ان پر صراحت کردے اور ان سے معذرت طلب کرے خواہ یہ صراحت عام لفظوں سے ہو، جیسے یوں کہے کہ میں نے ایام گزشتہ میں آپ کے حق میں کچھ غلطیاں کی ہیں یا ناجائز کلمات کہے ہیں اور اب میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی ہے لہٰذا آپ مجھے معاف فرمادیجئے اور پوری تفصیل نہ بتلائے تو بھی کوئی حرج نہیں.

اور اگر اس کا گمان ہو کہ ان لوگوں کو غیبت یا تہمت کی خبر دینے سے ان کا غصہ بھڑک اٹھے گا اور ان کا غم و غصہ بڑھ جائے گا اور اکثر اوقات ایسا ہی ہوتا ہے یا انہیں عام لفظوں میں خبر دے تو وہ پوری بات سنے بغیر رضامند نہ ہوں اور جب وہ تفصیل سن لیں تو اس کے لئے نفرت اور زیادہ ہوجائے تو اندریں صورت اسے خبر دینا

ہرگز واجب نہیں ہے. کیونکہ شریعت مفاسد کی زیادتی کا حکم نہیں دیتی. اور وہ شخص جو ایسی بات سننے سے پیشتر چین اور سکون سے ہو اور جب سنے تو عداوت کا سبب بن جائے شریعت کے مقصد کے منافی ہے جو دلوں میں الفت اور مسلمانوں کے درمیان محبت پیدا کرنا چاہتی ہے اور بسا اوقات اس قسم کی خبر دینا ایسی عداوت کا سبب بن جاتی ہے کہ جس شخص کی غیبت کی گئی اس کا بعد میں غیبت کرنے والے سے دل صاف ہی نہیں ہوتا. اندریں صورت درج ذیل امور میں ہی توبہ کرنا کافی ہوگا:-

۱ . ندامت اور اللہ سے مغفرت کی طلب. ساتھ ہی ساتھ وہ اس گناہ کی قباحت میں غور و فکر کرے اور اس کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھے.

۲ . جس شخص نے غیبت یا تہمت کی بات سنی تھی، اس کے ہاں اپنے آپ کو جھٹلا دے اور جس پر تہمت لگائی گئی تھی، اسے بری بنادے.

۳ . جن مجالس میں اس نے اس شخص کی غیبت کی تھی یا اس پر زیادتی کی تھی انہیں میں اس کی تعریف کرے اور اس کی اچھی باتوں کا ذکر کرے.

۴ . جس کی غیبت کی تھی اس کی طرف سے مدافعت کرے اور کوئی شخص اس سے برائی کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے اس سے روک دے.

۵ . اس کی عدم موجودگی میں اس کے لئے استغفار کرے. (المدارج ۱

/ ۲۹۱ ، نیز المغنی مع الشرح ۱۲ / ۷۸)

اے میرے مسلم بھائی! مالی حقوق اور بدنی گناہوں، نیز غیبت اور چغلی کے درمیان فرق کو اچھی طرح نوٹ کرلیجئے. مالی حقوق کے متعلق جب صاحب حق لوگوں کو خبر ملے گی اور مال واپس ملے گا تو اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور اس سے خوش ہوں گے. لہٰذا ایسے حقوق کو چھپانا جائز نہیں . بخلاف ان حقوق کے جو عزت سے تعلق رکھتے ہیں جن کی اگر صاحب حق کو خبر ہوجائے تو اس سے نقصان ہی ہوتا ہے اور جوش غضب بڑھ جاتا ہے.

س ٦ : قتل عمد کا مجرم کیسے توبہ کرے؟

ج ٦ : دانستہ قتل کرنے والے پر تین طرح کے حق ہیں

اللہ کا حق، مقتول کا حق اور مقتول کے وارثوں کا حق.

اللہ تعالیٰ کا حق صرف توبہ سے ہی ادا کیا جاسکتا ہے

اور وارثوں کا حق یہ ہے کہ اپنی جان وارثوں کے حوالے کردے کہ وہ اپنا حق لے لیں، خواہ یہ قصاص ہو یا دیت ہو یا معافی ہو.

اب باقی رہا مقتول کا حق جس کا اس دنیا میں پورا ہونا ممکن نہیں اسی سلسلہ میں علماء نے کہا ہے کہ قاتل اگر اچھی طرح سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے مقتول کا حق اٹھا لے گا اور قیامت کے دن مقتول کو اپنے ہاں سے بدلہ دے گا علماء کے مختلف اقوال میں

سے سب سے بہتر یہی قول ہے (المدارج ۱ / ۲۹۹)

س ۷ : چور کیسے توبہ کرے؟

ج ۷ : جو چیز اس نے چوری کی ہے اگر اس کے پاس مال موجود ہو تو صاحب حق لوگوں کو واپس کردے۔ اور اگر چیز تلف ہوجائے یا استعمال کی وجہ سے یا پرانی ہونے سے اس کی قیمت کم ہوجائے تو اس کا عوض دینا اس پر واجب ہے الاّ یہ کہ وہ معاف کردیں۔ فالحمد للہ

س ۸ : جن لوگوں کی میں نے چوری کی ہے ان کا سامنا کرنے سے میں شدید گھٹن محسوس کرتا ہوں نہ میں ان سے صراحت کی طاقت رکھتا ہوں اور نہ ہی ان سے معافی طلب کرنے کی، تو اب میں کیا کروں؟

ج ۸ : اگر آپ سامنا کرنے کی جراء ت نہیں پاتے تو جس طریقہ سے بھی ممکن ہو ان کا معاوضہ ان لوگوں تک پہنچادیں تو کوئی حرج نہیں۔ جیسے آپ کسی دوسرے آدمی کے ہاتھ بھیج دیں اور اسے کہہ دیں کہ آپ کا نام نہ بتلائے، یا ڈاک کے ذریعہ بھیج دیں یا چپکے سے ان کے پاس رکھ دیں یا توریہ سے کام لیتے ہوئے انہیں کہہ دیں کہ کسی آدمی نے آپ کو یہ حق (رقم) بھیجی ہے مگر وہ اپنا نام نہیں بتلانا چاہتا۔ اصل غرض تو یہ ہے کہ حق حقداروں تک پہنچ جائے۔

س ۹ : میں اپنے باپ کی جیب سے چوری کرلیا کرتا تھا. اب میں اس کام سے توبہ کرنا چاہتا ہوں لیکن صحیح طور پر نہیں جانتا کہ کل کتنی رقم چوری کرچکا ہوں. نیز میں اس کا سامنا کرنے میں بھی تنگی محسوس کرتا ہوں؟

ج ۹ : آپ کو چاہئیے کہ اپنے غالب گمان کے مطابق چوری کردہ رقم کا اندازہ کرلیں کہ وہ اتنی تھی یا اس سے زیادہ تھی پھر جس طرح آپ نے چوری چھپے باپ کی جیب سے رقم اڑائی تھی اسی طرح چوری چھپے اتنی رقم رکھ بھی دیں.

س ۱۰ : میں لوگوں کے اموال چوری کرتا رہا اور اب میں توبہ کرتا ہوں جبکہ میں ان کے نام اور ایڈریس بھی نہیں جانتا؟

اور دوسرا آدمی کہتا ہے کہ میں نے ایک مشترکہ کمپنی کا کچھ مال لوٹا تھا اور اب وہ اپنا کاروبار چھوڑ چکی ہے اور یہاں سے چلی گئی ہے؟

اور تیسرا آدمی کہتا ہے کہ میں نے ایک دکان سے فروختنی چیز اڑائی تھی، اب وہ دکان تبدیل ہوچکی ہے اور میں اس کے مالک کو نہیں جانتا؟

ج ۱۰ : آپ پر لازم ہے کہ اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق ان کی تلاش کریں، اگر مل جائیں تو انہیں ان کا حق واپس کیجئے اور اللہ کا

شکر ادا کیجئے اگر صاحب حق مرچکا ہو تو اس کے وارثوں کو دیجئے اور اگر سعی بسیار کے باوجود بھی ان کو نہ پاسکیں تو یہ اموال ان کی طرف سے صدقہ کردیجئے اور ان کے لئے ہی نیت کیجئے اگر چہ وہ کافر ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کافروں کو دنیا میں دیتا ہے اگر چہ آخرت میں نہیں دے گا۔

اس سے ملتا جلتا وہ مسئلہ ہے جسے ابن قیم رحمہ اللہ نے مدارج السالکین (۱ / ۳۸۸) میں ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں کے لشکر میں سے ایک شخص نے غنیمت کے مال میں سے چوری کی۔ پھر کچھ مدت بعد اس نے توبہ کی تو وہ چوری کردہ سامان لے کر امیر الجیش کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ امیر الجیش نے یہ سامان لینے سے انکار کردیا اور کہا کہ اب میں یہ لشکریوں کو کیسے پہنچاؤں جبکہ وہ سب بکھر چکے ہیں!

اب یہ توبہ کرنے والا شخص حجاج بن شاعر کے کہ پاس آیا اور اس سے فتوی پوچھا۔ حجاج نے کہا : دیکھ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس لشکر کو، ان کے ناموں کو اور ان کے انساب کو خوب جانتا ہے۔ لہٰذا تم پانچواں حصہ تو صاحب خمس (اللہ تعالی) کو ادا کرو اور باقی ۴ حصے ان لشکریوں کی طرف سے صدقہ کردو۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے حصے پہنچا دے گا۔ چنانچہ اس تائب نے ایسا ہی کیا۔

جب اس واقعہ کی خبر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو کہنے

لگے : اگر میں اس طرح کا فتوی دے سکتا تو یہ مجھے اپنی آدھی سلطنت سے زیادہ عزیز ہوتا. اس مقام پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جو فتوی دیا ہے وہ بھی اسی سے ملتا جلتا ہے جو یہ قصہ مدارج میں مذکور ہے.

س ۱۱ : میں نے یتیموں کا مال چوری کیا. اس سے تجارت کی اور فائدہ اٹھایا اور مال میں بہت اضافہ ہوا. اور میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور شرمسار ہوں تو اب کیسے توبہ کروں ؟

ج ۱۱ : اس مسئلہ میں علماء کے کئی اقوال ہیں. ان میں متوسط اور معتدل قول یہ ہے کہ آپ راس المال اور نصف منافع یتیموں کو واپس کردیں تو یہ ایسی صورت بن جائے گی جیسے انہوں نے آپ کے ساتھ منافع میں شرکت کی تھی اور اصل بھی ان کو لوٹا دیا جائے. امام احمد سے یہی روایت ہے. اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی یہی رائے ہے اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی ترجیح دی ہے (۱ / ۳۹۲)

اسی طرح اگر اس نے کوئی اونٹ یا بکری چوری کی اور ان کے بچے پیدا ہوئے تو نصف بچے بھی اصلی مالک کے ہوں گے. اور اگر جانور مر جائے تو اس کی قیمت اور نصف بچے مالک کے ہوں گے.

س ۱۲ : ایک شخص فضائی کارگو میں کام کرتا تھا جہاں ان لوگوں کے پاس سامان پڑا رہتا تھا اس نے وہاں سے ایک ریکارڈر اڑا لیا. کئی سال بعد اس نے توبہ کی تو کیا اب وہ وہی ریکارڈر انہیں واپس کرے یا اس کی قیمت دے یا اس جیسی کوئی اور چیز دے دے. یہ خیال رہے کہ یہ چیز بازار میں نایاب ہے؟

ج ۱۲ : وہی ریکارڈر واپس کردے . اور ساتھ ہی اتنی رقم بھی ادا کرے جو اس کے زیر استعمال رہنے یا پرانا ہونے کی وجہ سے قیمت میں کمی واقع ہوئی ہے اور یہ مناسب طور پر اپنے آپ کو تکلیف دیئے بغیر ہونا چاہیئے اور اگر وہ معذور ہے تو اس کے اصلی مالک کی طرف سے اس کی قیمت صدقہ کردے.

س ۱۳: میرے پاس کچھ سودی رقم تھی جو میں نے ساری کی ساری خرچ کردی اور اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہا. اور اب میں توبہ کررہا ہوں تو مجھے کیا کرنا چاہیئے؟

ج ۱۳ : آپ پر ماسوائے اللہ عزوجل کے حضور سچی توبہ کرنے کے کچھ بھی لازم نہیں. اور سود بہت بڑا گناہ ہے. اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سود خور کے سوا کسی سے جنگ کا اعلان نہیں کیا اور اب جبکہ تمام سودی رقوم خرچ ہوچکی ہیں تو اس پہلو سے آپ پر کچھ بھی لازم نہیں رہا.

س ۱۴ : میں نے ایک گاڑی خریدی ہے جس میں کچھ مال تو حلال کا تھا اور کچھ حرام کا، وہ گاڑی اب بھی میرے پاس موجود ہے تو اب مجھے کیا کرنا چاہیئے.

ج ۱۴ : جو شخص ایسی چیز خریدے جو الگ الگ نہ ہوسکتی ہو اور اس کی قیمت میں کچھ حلال مال صرف ہوا ہو اور کچھ حرام تو ان مملوکہ چیزوں کو پاک کرنے کی خاطر جتنا حرام . مال صرف ہوا ہو اتنا صدقہ کرنا چاہیئے. اور اگر یہ حرام مال دوسرے لوگوں کا حق تھا تو ان لوگوں کو سابقہ تفصیل کے مطابق واپس کرنا ضروری ہے.

س ۱۵ : سگریٹ فروشی سے حاصل شدہ منافع کا کیا کرنا چاہیئے، اسی طرح اگر حلال کے ساتھ دوسرے اموال خلط ملط ہوجائیں تو کیا کیا جائے؟

ج ۱۵ : جس نے حرام چیزوں کی تجارت کی جیسے موسیقی کے آلات اور حرام ٹیپیں اور تمباکو وغیرہ اور ان کا حکم جانتا تھا پھر اس نے توبہ کی تو اب وہ ان حرام چیزوں کی تجارت سے کمائے ہوئے منافع کو بھلائی کے کاموں میں خرچ کرے اور یہ اس کا صدقہ نہ ہوگا بلکہ اس گناہ سے نجات کا ذریعہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالی پاک ہے اور پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے .

اور جب ایسا حرام دوسرے حلال مال سے خلط ملط ہوجائے جیسے کوئی

جنرل مرچنٹ جو مباح چیزوں کے ساتھ تمباکو سگریٹ بھی بیچتا ہو. تو وہ اپنے اجتہاد سے اس حرام مال کا اندازہ لگا لے اور اپنے غالب گمان کے مطابق اتنا مال نکال کر بھلائی کے کاموں میں خرچ کردے تاکہ اس کا مال حرام کمائی سے پاک ہوجائے. اللہ تعالیٰ اس کو مال سے اس کا عوض دے دے گا. کیونکہ وہ بہت فراخی والا ہے مہربان ہے.

اور عام حالات میں اگر کسی کے پاس حرام کمائی کا مال ہو اور وہ توبہ کرنا چاہے تو اگر وہ :-

(۱) اس کمائی کے وقت کافر تھا تو توبہ کے وقت ایسے اموال کو نکالنا ضروری نہیں. کیونکہ صحابہ کرام جب اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے کے حرام اموال کو نکالنا ان کے لئے لازم نہیں کیا تھا.

(۲) البتہ اگر وہ ایسی کمائی کے وقت مسلمان تھا اور اس کی حرمت کو جانتا بھی تھا. تو وہ جب توبہ کرے اس کے لئے ایسے اموال کو نکالنا ضروری ہے.

س ۱۶ : ایک آدمی رشوتیں لیتا رہا، پھر اللہ نے اسے سیدھی راہ کی ہدایت دے دی، اب جو مال اس نے رشوت سے لئے تھے ان کا کیا کرے؟

ج ۱۶ : ایسے شخص کی دو ہی حالتیں ہوسکتی ہیں :-

۱. ایک یہ کہ اس نے صاحب حق مظلوم سے رشوت لی ہو جو اپنا حق وصول کرنے کے لئے رشوت دینے پر مجبور ہوگیا ہو. کیونکہ اسے اپنا حق وصول کرنے کے لئے رشوت دینے کے بغیر کوئی چارہ ہی نہ تھا. اس صورت میں ایسے تائب پر واجب ہے کہ وہ صاحب حق رشوت دینے والے کو وہ مال واپس کرے. کیونکہ ایسے مال کا حکم مغصوب (جبری وصولی) اور اس لئے بھی کہ رشوت دینے والا ناپسندیدگی کے باوجود رشوت دینے پر مجبور تھا.

۲. دوسری یہ کہ وہ ظالم رشوت دینے والے سے رشوت لے تاکہ ظالم اس رشوت کے ذریعہ وہ چیز حاصل کرلے جو اس کا حق نہ تھا. ایسی صورت میں رشوت کا مال اسے ہرگز نہیں دیا جائے گا بلکہ یہ مال بھلائی کے کاموں مثلاً فقراء کو دینے میں خرچ کیا جائے تاکہ اس طرح تائب کی نجات کا سبب بن سکے اور یہ اس صاحب حق کی طرف سے صدقہ کا سبب بن جائے گا جس کا حق غصب ہوا تھا.

س ۱۷ میں کچھ حرام کام کرتا رہا اور اس کے عوض لوگوں سے مال لیتا رہا اور اب جبکہ میں توبہ کرچکا ہوں تو کیا مجھ پر واجب ہے کہ جن لوگوں سے میں نے اموال لئے تھے انہیں واپس کروں؟

ج ۱۷ : وہ شخص جو حرام کام کرتا رہا اور حرام خدمات بجا لاتا رہا اور اس کے مقابل اس کا معاوضہ وصول کرتا رہا جب وہ اللہ کے حضور

توبہ کرلے اور اس کے پاس حرام مال موجود ہو تو وہ اس مال کو نجات کی غرض سے بھلائی کے کاموں میں خرچ کرے، ان لوگوں کو نہ دے جن سے اس نے وہ مال لیا تھا.

گویا زانیہ عورت جب توبہ کرے تو جو مال اس نے زانی سے وصول کیا ہو، اسے واپس نہ کرے اور گویا جب توبہ کرے تو حرام گانوں سے جو مال اس نے وصول کیا تھا وہ اہل محفل کو واپس نہ کرے اور شراب فروش یا منشیات فروش جب توبہ کرے تو مال ان لوگوں کو واپس نہ کرے جنہوں نے اس سے یہ چیزیں خریدی تھیں. یہی صورت اس جھوٹے گواہ کی ہے. جس نے جھوٹی گواہی کے عوض مال لیا تھا وہ بھی مال دینے والے کو واپس نہ کرے. وجہ یہ ہے کہ اگر اسے یہ مال دیا جائے تو اسے تو عوضانہ بھی واپس مل گیا اور جس چیز کا عوض اس نے دیا تھا پہلے ہی حاصل کرچکا ہے. اور اس طرح تو اس مجرم کی اللہ کی نافرمانی میں مزید اعانت ہوجائے گی. ہذا تائب کے لئے یہی کافی ہے کہ اپنی نجات کے لئے اسے کارخیر میں خرچ کردے. اسی بات کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے پسند کیا اور اسے ہی ان کے شاگرد ابن القیم رحمہ اللہ نے ترجیح دی ہے جساکہ مدارج (۱ / ۳۹۰) میں ہے.

س ۱۸ : ایک بات مجھے سخت بے چین کر رہی ہے اور میرے لئے سخت پریشانی کا سبب بن گئی ہے اور وہ یہ کہ میں ایک عورت سے برا کام کرتا رہا ہوں تو اب میں توبہ کیسے کروں ، اور کیا میں اس مسئلہ پر پردہ ڈالنے کے لئے اس سے شادی کرلوں؟

اور دوسرا آدمی پوچھتا ہے کہ وہ ایک عورت سے زنا کرتا رہا اور وہ اس سے حاملہ ہوگئی تو کیا اب یہ بچہ اس کا ہوگا، اور کیا اس بچے کا خرچہ بھیجنا اس پر واجب ہوگا؟

ج ۱۸ : فواحش سے متعلقہ موضوعات پر بہت زیادہ سوالات ہوتے ہیں جو تمام مسلمانوں پر یہ بات واجب بنا دیتے ہیں کہ ان کی مختلف صورتوں پر نظر ڈالیں اور کتاب و سنت کی ہدایات کے مطابق اصلاح کریں بالخصوص ان مسائل میں : نگاہیں نیچی رکھنا، عورت سے خلوت کی حرمت، اجنبی عورت سے مصافحہ نہ کرنا شرعی حجاب کا پوری طرح التزام، مردوزن کے اختلاط کے خطرات ، کافروں کے علاقہ کی طرف سفر نہ کرنا، مسلم گھر اور مسلم خاندان کے متعلق شرعی احکام کا دھیان رکھنا. کنوارے لڑکے یا لڑکی کی شادی کردینا اور اس کی مشکلات کو کمزور بنادینا.

اب سوال کی طرف آیئے جس شخص نے زنا کیا ہے اس کی دو ہی حالتیں ہوسکتی ہیں :-

۱ . ایک یہ کہ اس نے عورت سے اس کی مرضی کے بغیر بالجبر زنا کیا ہو. تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس عورت کو مہر مثل ادا کرے. یہ اس چیز کا عوض ہے جو اس نے اس عورت کو نقصان سے دوچار کردیا ہے. ساتھ ہی ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سچی توبہ بھی کرے. اور اگر یہ معاملہ امام تک یا اس کے کسی نائب جیسے قاضی وغیرہ تک پہنچ جائے تو اس پر حد جاری ہوگی (دیکھئے المدارج ۱ / ۳٦٦).

۲ . دوسرے یہ کہ اس نے عورت کی رضا سے زنا کیا ہو. اس صورت میں زانی پر توبہ کے علاوہ کچھ بھی لازم نہیں. اس سے بچہ کا الحاق قطعاً نہ ہوگا نہ ہی اس کے ذمہ نفقہ ہے کیونکہ یہ بچہ آشنائی کا نتیجہ ہے. اور ایسا بچہ اپنی ماں سے منسوب ہوتا ہے. زانی سے اس کے نسب کا الحاق جائز نہیں.

اور قضیہ پر پردہ ڈالنے کے لئے تائب کو اس زانیہ سے شادی کرنا جائز نہیں. اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ

زانی کسی زانیہ یا مشرکہ سے ہی نکاح کرتا ہے.

اور زانیہ عورت کو بھی کوئی مشرک ہی نکاح میں لاتا ہے. (النور : ۲)

جس عورت کے پیٹ میں زنا سے بچہ ہو اس سے نکاح جائز نہیں اگرچہ اسی مرد سے ہو جیساکہ اس عورت سے بھی نکاح جائز نہیں

جس کے متعلق اسے یہ معلوم نہ ہو کہ آیا وہ حاملہ ہے یا نہیں.
ہاں جب زانی مرد توبہ کرلے اور زانیہ عورت بھی سچی توبہ کرلے اور اس کے رحم کی براءت واضح ہوجائے تو اس صورت میں مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ اس عورت سے شادی کرلے اور اس کے ساتھ نئی زندگی کا آغاز کرے۔ جسے اللہ پسند فرماتا ہے.

س ۱۹ : اللہ مجھے اپنی پناہ میں رکھے، میں فواحش کا مرتکب رہا اور ایک زانیہ عورت سے شادی کی۔ جسے کئی سال گزر چکے ہیں. اب میں نے اور اس نے دونوں نے اللہ کے حضور سچی توبہ کرلی ہے تو اب مجھ پر کیا کچھ لازم ہے؟

ج ۱۹ : اب جبکہ طرفین نے درست طور پر توبہ کرلی ہے تو تم دونوں پر لازم ہے کہ شرعی شرائط کے مطابق ولی اور دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح کرو. اور اس کام کے لئے محکمہ کے ہاں جانے کی ضرورت نہیں، گھر پر ہی ہوجائے تو کافی ہے.

س ۲۰ : ایک عورت پوچھتی ہے کہ اس کی ایک صالح مرد سے شادی ہوئی اور وہ شادی سے پہلے ایسے کام کرتی رہی جو اللہ کو پسند نہیں. اور اب اس کا ضمیر اسے جھنجھوڑتا ہے اور وہ یہ پوچھتی ہے کہ جو کچھ وہ شادی سے قبل کرچکی ہے کیا اس پر واجب ہے کہ وہ اس کی

اطلاع اپنے خاوند کو دے؟

ج ۲۰ : زوجین میں سے کسی پر بھی یہ واجب نہیں کہ وہ ماضی میں جو کچھ کام کرتے رہے ہیں اور جن گندگیوں میں پڑے رہے ہیں، اس کی ایک دوسرے کو خبر دیں. اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر پردہ ڈالا ہے تو وہ خود بھی پردہ ڈالے رکھیں. بس سچی توبہ ہی کافی ہے.

س ۲۱ : لواطت سے توبہ کرنے والے پر کیا واجب ہے؟

ج ۲۱ : فاعل اور مفعول دونوں پر واجب ہے کہ وہ اللہ کے حضور بہت بڑی توبہ کریں. انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کے عذاب نازل فرمائے اور جو اس مکروہ گناہ کی پاداش میں لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل فرمائے تھے وہ یہ ہیں :-

۱ . ان کی آنکھیں چھین لیں اور وہ اندھے ہوگئے اور پاگل بن گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَطَمَسنآ اَعینُہُم (تو ہم نے ان کی آنکھیں ناپید کردیں) ۲ . ان پر گرج دار آواز بھیجی

۳ . ان کے گھروں کو الٹ دیا. ان کا نچلا حصہ اوپر اور اوپر کا نیچے کردیا

۴ . نشان زدہ پتھروں کی ان پر بارش برسائی . پھر سب کے سب کو ہلاک کردیا.

اسی لئے جو شخص اس برے کام کا مرتکب ہو اس پر قتل کی حد جاری کی جاتی ہے خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو. جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :- (ممن وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به)

اگر تم کسی کو قوم لوط والا عمل کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردو.

س ۲۲ : میں اللہ کے حضور توبہ کرچکا ہوں لیکن میرے پاس کئی حرام چیزیں مثلاً موسیقی کا سامان، کیسٹیں اور فلمیں وغیرہ. میرے لئے یہ فروخت کرنا جائز ہے. بالخصوص جبکہ بھاری مالیت کی ہیں؟

ج ۲۲ : حرام اشیا کی بیع جائز نہیں اور انہیں بیچ کر قیمت لینا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو حرام کرتا ہے تو اس کی قیمت بھی حرام کردیتا ہے. (ان الله اذا حرم شيئا حرم ثمنه)

اور ہر وہ چیز جس کے متعلق آپ کو علم ہو کہ وہ حرام کام میں مددگار بن سکتی ہے اس کی بیع بھی آپ کے لئے جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمادیا ہے. چنانچہ فرمایا:

وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

اور گناہ اور سرکشی کے کاموں میں تعاون نہ کرو.

اس طرح جو کچھ بھی آپ کو دنیوی مال کا خسارہ ہوگا تو جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس سے بہتر اور باقی رہنے والا ہے وہ اپنے فضل و کرم اور احسان سے ضرور اس کا عوض عطا فرمائے گا.

س ۲۲ : میں ایک گمراہ انسان تھا جو سیکولر ازم کے افکار کا پرچار کرتا تھا، الحادی قسم کے قصے اور مقالے لکھا کرتا اور اپنے شعروں کو اباحیت (حرام حلال کی تمیز کو یکسر ختم کردینا) اور فسوق کے لئے استعمال کرتا تھا. اب اللہ تعالی نے مجھے اپنی رحمت سے نوازا ہے اور مجھے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لایا، اور مجھے ہدایت عطا فرمائی ہے، اب میں کیسے توبہ کروں؟

ج ۲۲ : اللہ کی قسم! یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت اور بہت احسان ہے اور یہی ہدایت ہے لہذا اس پر اللہ کا شکر ادا کیجئے اور اللہ سے ثابت قدمی اور اس کے مزید فضل کے لئے دعا کرتے رہئے،

جو شخص اپنی زبان اور قلم سے اسلام کے خلاف جنگ ، منحرف عقائد، گمراہ کن بدعات اور فسق و فجور کی نشر و اشاعت کا کام لیتا ہے اس پر درج ذیل امور واجب ہیں :-

ا . ایسی تمام چیزوں سے اپنی توبہ کا اعلان کرے. اور ہر ایسا ممکن ذریعہ استعمال کرے جس سے اس کے معروف ساتھیوں کو اس کی دین کی طرف مراجعت کا پتہ لگ جائے تا آنکہ گمراہ کرنے والوں

میں اس کی بریت ہوجائے اور اس باطل کو خوب واضح کردے جس میں وہ پڑا ہوا تھا تاکہ اس کے متعلق کوئی بھی دھوکہ میں نہ رہے. اور اس کی باتوں اور خطاؤں سے جو شبہات لوگوں میں پھیل چکے تھے ان کے پیچھے پڑ کر ان کی تردید کرے. اور جو کچھ پہلے کہہ چکا ہے اس سے بیزاری کا اظہار کرے. اور یہ بات توبہ کے واجبات میں سے ایک واجب چیز ہے. چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

مگر جن لوگوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور وضاحت کردی تو یہی لوگ ہیں جن کی میں توبہ قبول کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا مہربان ہوں.

ثانیاً : اپنی قلم اور زبان کواسلام کی نشر واشاعت میں لگادے. اپنی طاقت اور ہمت کو اللہ کے دین کی مدد میں صرف کردے. لوگوں کو حق کی تعلیم دے اور اس کی طرف دعوت دے.

ثالثاً : اللہ کے دشمن جو اپنی تحریروں اور تقریروں میں اسلام کا مضحکہ اڑاتے ہیں اپنی تمام تر قوتیں انہیں جواب دینے میں صرف کرے جیسا کہ اس سے پیشتر ان کی مدد کرنے میں صرف کرتا رہا ہے. اور ان اسلام دشمنوں کے مزعومہ نظریات کا مذاق اڑائے اور اہل باطل کے مقابلہ میں اہل حق کے لئے اللہ کی تلوار ثابت ہو. اسی طرح

اگر کوئی شخص کسی حرام چیز مثلاً سود کے جواز اور اس کے فوائد کی اباحت کے متعلق آواز بلند کرے خواہ یہ کسی بھی مجلس میں ہو تو اسے چاہئیے کہ اس مجلس کو دوبارہ بلائے اور اس کی بات کی اس سے وضاحت کرے جیسا کہ اسے پہلے گمراہ کیا تھا تا آنکہ اللہ اس سے اس کی خطائیں دور کردے. اور ہدایت دینے والا تو اللہ ہی ہے.

خاتمہ

اے اللہ کے بندے! اللہ تعالی نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے تو تو اس میں کیوں داخل نہیں ہوتا.

(ان للتوبة بابا عرض مابين مصراعيه ما بين المشرق والمغرب. (و في رواية عرضه مسيرة سبعين عاما)

توبہ کا دروازہ اتنا بڑا ہے کہ اس کے کواڑوں کے درمیان مشرق و مغرب جتنا فاصلہ ہے (اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا عرض ستر سال کا سفر ہے) یہ دروازہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جبتک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو.

اور اللہ تعالیٰ یوں پکارتا ہے :-

(يا عبادي انكم تخطئون بالليل والنهار وأنا أغفر الذنوب جميعا فاستغفروني أغفر لكم)

اے میرے بندو! تم دن رات خطائیں کرتے رہتے ہو اور میں تمام گناہ بخش دیتا ہوں۔ لہٰذا مجھ سے بخشش طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔

تو پھر تم کیوں بخشش طلب نہیں کرتا۔

اور اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کو برائی کرنے والا توبہ کرلے اور دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کو برائی کرنے والا توبہ کرلے۔ اور اللہ تعالی معذرت کو پسند فرماتا ہے پھر تو اس بات کو کیوں قبول نہیں کرتا۔

اللہ کی قسم! تائب کا قول کتنا شیریں ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر ضرور رحم فرما۔ میں تجھ سے تیری قوت اور اپنے ضعف کے ساتھ سوال کرتا ہوں، اور اس لئے بھی کہ تو مجھ سے بے نیاز ہے اور میں تیرا محتاج ہوں۔ یہ میری جھوٹی اور خطا کار پیشانی تیرے سامنے ہے۔ تیرے بندے میرے سوا بہت ہیں لیکن میرا تیرے سوا کوئی آقا نہیں۔ تیرے سوا نہ کوئی پناہ گاہ اور نہ نجات پانے کی جگہ ہے میں تجھ سے مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں اور ذلیل اور منکسر ہو کر تجھ سے دعا کرتا ہوں اور لاچار اور ڈرنے والے کی پکار کی طرح پکارتا ہوں۔ ایسے شخص کا سا سوال جس نے اپنی گردن تیرے سامنے جھکا دی ہو، اس کی ناک خاک آلود ہوگئی ہو،

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے ہوں اور اس کا دل عاجز ہوگیا ہو۔

توبہ کے موضوع پر مندرجہ ذیل قصہ اور اس کی دلالت پر غور فرمایئے

کہتے ہیں کہ کوئی نیک کسی راہ پر چل رہا تھا کہ اس نے ایک دروازہ دیکھا جو کھلا ہوا تھا۔ اس دروازے سے ایک بچہ نکلا جو رورہا تھا اور فریاد کررہا تھا، اس کے پیچھے اس کی ماں تھی جو اس کا پیچھا کررہی تھی حتی کہ بچہ تو دروازہ سے نکل آیا تو دروازہ اس کے سامنے بند ہوگیا اور ماں اندر رہ گئی۔

کچھ دیر تو بچہ آگے گیا پھر پریشان سا ہو کر ٹھہر گیا۔ اس نے اس گھر کے سوا کوئی جائے پناہ نہ پائی جس گھر سے نکل آیا تھا نہ ہی اپنی ماں کے سوا کوئی ایسا آدمی پایا جس کے پاس وہ پناہ لے سکے۔ وہ شکستہ دل اور افسردہ ہو کر واپس لوٹا تو دروازہ کو بند پایا۔ اس نے دورازے سے ٹیک لگائی اور اپنا رخسار دروازے کی دہلیز پر رکھ دیا اور وہیں سوگیا۔ اور اس کے آنسو اس کے رخساروں پر پڑے ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ بعد اس کی ماں اندر سے نکلی اور جب بچے کو اس حال میں دیکھا تو برداشت نہ کرسکی اپنے آپ کو اس پر گرادیا اس سے چمٹ گئی اور اس کا بوسہ لیا۔ وہ رونے لگی اور کہنے لگی : اے میرے بیٹے تو مجھے چھوڑ کر کہاں چلاگیا تھا اور وہ کون ہے جو میرے سوا تجھے پناہ دے گا۔

میں نے تجھ سے یہ نہ کہا تھا کہ میری مخالفت نہ کرنا اور اللہ نے جو رحمت اور شفقت تیرے لیے میری سرشت میں ڈال رکھی ہے، میری مخالفت کرکے اس کا انجام کا بار مجھ پر ڈال دینا. پھر اس نے بچے کو اٹھالیا اور اندر چلی گئی.

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

(الله أرحم بعباده من هذه بولدها)

یہ عورت جس قدر اپنے بچے پر مہربان ہے اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے.

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مقابلہ میں والدہ کی رحمت کی کیا حقیقت ہے جس نے ہر ایک چیز کو اپنے احاطہ میں لے رکھا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے جب بندہ اس کے حضور توبہ کرتا ہے اور پروردگار کی طرف سے کوئی ایسی بھلائی معدوم نہیں ہوتی جو اسے خوش کرتی ہو. (جب بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے. اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی صحرا میں جارہا تھا، ایک جگہ اس نے پڑاؤ کیا اور یہی اس کی ہلاکت کی جگہ تھی. اس کے پاس اپنی سواری تھی جس پر اس کا سامان خورد نوش بھی لدا تھا. اس نے ایک درخت کے سایہ تلے پناہ لی. اپنا سر زمین پر رکھا اور درخت تلے سوگیا. جب بیدار ہوا تو اس کی

سواری کہیں چلی گئی تھی، اس نے اسے ڈھونڈنا شروع کیا کبھی ایک بلندی پر چڑھتا تو اسے کوئی چیز نظر آتی پھر کبھی دوسری بلندی پر چڑھ کر دیکھتا تو کہیں کچھ نظر نہ آیا. تاآنکہ گرمی اور پیاس نے اسے نڈھال کردیا وہ خود اپنے آپ سے کہنے لگا : میں اب اسی جگہ جاتا ہوں جہاں سویا تھا وہاں جاکر سوجاؤں گا حتیٰ کہ موت آلے گی. چنانچہ وہ اس درخت کے پاس آیا اور اس کے سایہ تلے چت لیٹ گیا. وہ اپنی سواری سے مایوس ہوچکا تھا. اب کرنا خدا کا کیا ہوا. جب اس نے اپنا سر اٹھایا تو ناگہاں اس کی سواری اپنے پاس کھڑی تھی جس کی نکیل زمین پر گھسٹ رہی تھی اور اس پر زاد سفر یعنی خورد و نوش کا سامان اسی طرح لدا ہوا تھا. چنانچہ اس نے اس کی نکیل پکڑلی. گویا اللہ تعالیٰ مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے. جیسے اپنی سواری اور زاد سفر مل گیا تھا.

میرے بھائی! خوب سمجھ لیجئے کہ گناہ سے سچی توبہ کرنے والے کے دل میں اللہ کے سامنے انکسار اور ذلت پیدا ہوتی ہے اور توبہ کرنے والوں کی آہ و زاری اللہ رب العالمین کو بہت محبوب ہے.

مومن بندے کے گناہ ہمیشہ اسے اپنی نظروں سے گرادیتے ہیں جس سے اس کے دل میں انکسار اور ندامت پیدا ہوجاتی ہے. پھر وہ گناہ کے بعد نیکی کے بہت سے کام کرنے لگتا ہے. حتیٰ کہ بسا اوقات

شیطان یوں کہنے لگتا ہے :"ہائے افسوس! میں اسے اس گناہ میں مبتلا نہ کرتا" اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ توبہ کرنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں جو گناہ کے بعد اپنی توبہ کے حساب سے پہلے سے بھی اچھے ہوتے ہو جاتے ہیں.

جب بھی بندہ تائب ہوکر اللہ تعالیٰ کے پاس آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کبھی خالی نہیں چھوڑتا.

دیکھیئے ایک بچہ جب اپنے باپ کے سایہ عاطفت میں پرورش پارہا ہو تو وہ اسے پاکیزہ تر کھانا اور پانی مہیا کرتا ہے اسے اچھے اچھے کپڑے پہناتا ہے اور اس کی خوب اچھی طرح تربیت کرتا ہے. اسے خرچ کرنے کو دیتا ہے اور اس کی تمام مصلحتوں کو بحال رکھتا ہے. ایک دن والد نے اپنے لڑکے کو کسی کام پر بھیجا. راہ میں اسے دشمن مل گیا جس نے اسے قید کرکے اس کی مشکیں باندھ دیں. پھر اس حال میں اپنے (یعنی دشمنوں کے) علاقہ کی طرف لے گیا. اور جو معاملہ لڑکے کا باپ اپنے بیٹے سے کرتا تھا تو یہ معاملہ بالکل اس کے برعکس تھا. جب بھی لڑکا اپنے باپ کی تربیت اور اس کے احسانات کو یاد کرتا تو بار بار اس کے دل سے حسرتوں کے طوفان اٹھنے لگتے. وہ سوچتا کہ اب اس پر کیا بیت رہی ہے. اور اس سے پیشتر اس پر کیا کچھ نعمتیں تھیں.

جب تک وہ اپنے دشمن کی قید میں رہا وہ اسے طرح طرح کے دکھ پہنچاتا حتیٰ کہ بالآخر اسے جان سے مارڈالنے کا ارادہ کرتا. اس حال میں جلد ہی وہ اپنے باپ کے گھر کی طرف متوجہ ہوتا تو وہ اپنے باپ کو اپنے قریب دیکھتا، اس کی طرف دوڑتا اور اپنے آپ کو اس پر ڈال دیتا اور اس کے سامنے پڑ کر یوں فریاد کرتا اے میرے پیارے باپ ، اے میرے پیارے باپ، اے میرے پیارے باپ! اپنے بیٹے کی طرف دیکھ اور اس چیز کو بھی جس میں وہ مبتلا ہے اور آنسو اس کے رخساروں پر بہہ نکلتے. اس نے اپنے باپ کو مضبوطی سے پکڑلیا اور اس سے چمٹ گیا اور اس کا دشمن اسے سختی سے بلا رہا تھا تا آنکہ وہ اس لڑکے کے سرپر پہنچ گیا. جبکہ وہ اپنے والد سے چمٹا ہوا اور مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھا.

آپ کا کیا خیال ہے کہ اس کا والد اس حال میں اسے دشمن کے حوالے کردے گا اور خود ان دونوں کے درمیان سے نکل جائے گا؟ پھر آپ کا اس ذات کے متعلق کیا خیال ہے کہ جو اپنے بندہ پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنا ایک باپ یا ماں اپنے بیٹے پر مہربان ہوسکتے ہیں جب بندہ اپنے دشمن سے مفرور ہو کر اپنے پروردگار کی طرف بھاگا آتا ہے اور اپنے آپ کو اس کے دروازے پر ڈال دیتا

ہے اور اس کے سامنے رو رو کر اپنے رخسار کو اس کی دہلیز کی مٹی میں خاک آلود کرتا ہے اور کہتا ہے : اے میرے پروردگار! مجھ پر رحم فرما، کیونکہ تیرے سوا مجھ پر کوئی رحم کرنے والا نہیں، نہ تیرے سوا میرا کوئی مدد گار ہے، نہ پناہ دینے والا ہے اور تعاون کرنے والا ہے. یہ تیری مسکین ہے، تیرا محتاج ہے اور تجھ سے سوال کرتا ہے. تو ہی اس کی جائے پناہ ہے. نہ تیرے سوا کوئی پناہ کی جگہ ہے اور نہ نجات کی. لہٰذا نیکی کے کاموں کی طرف آؤ، بھلائیاں کماؤ اور نیک بندوں کے رفیق بنو، اور نیک چلن کے بعد کجی سے اور ہدایت کے بعد گمراہی سے بچ جاؤ. اور اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے.

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

أُريد أن أتوب ولكِنْ؟

بقلم الشيخ

محمد بن صالح المنجد

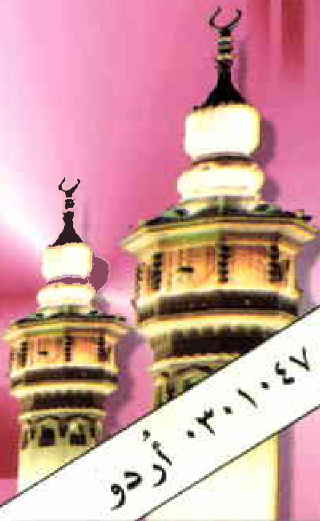

أُردو ٠٣٠١٠٤٧

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالسل
ص.ب ١٤١٩ الرياض ١١٤٣١ هاتف ٤٤٥٤٤٨٨ ـ ٤٤١٠٦١٥ ناسوخ ١١٧٣٣